ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

12 ربیع الاول 1439ھ / دسمبر 2017ء

احرار

عزم وہمت اور صبر و استقامت کے

87 سال

اسلام ابدی و آفاقی دین

”شجر اسلام یقین ونجات کے سایہ وثمر کا ابدی ضامن ہے۔ اسلام کا چمن محمد کریم اور صحابہ کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے مقدس خون کی ابدی حرارتوں سے سرسبز وشاداب ہے۔ اس پر کبھی خزاں نہیں آسکتی اس کے پھولوں کی مہک ان کی تازگی، ان کا رنگ و بو سدا بہار ہے۔

اس کی نشاط آفریں، انبساط انگیز اور سکون پرور ہوائیں تمام موسموں اور تمام زمانوں کو محیط ہیں، تہ در تہ تاریخ کے بوسیدہ اوراق اس پر شاہد عدل ہیں کہ جب بھی مرغزارِ اسلام کی بہاروں سے اپنوں اور بیگانوں نے استفادہ کے لیے دیدۂ بینا کھولے تو یہ روح وجاں میں اُتر گئیں اس نے خمیر ووجدان کو حیاتِ نَو عطا کی اور پژمردہ اخلاق کے مردہ پیکر حیات طیبہ پا کر زندۂ جاوید ہو گئے۔

آؤ آگے بڑھو ایک قدم ہی بڑھو یہ دس قدم بڑھ کر آپ کو گلے لگا لے گا۔ ظلمتوں سے نکال کر نور کی وادی میں اتار دے گا۔ فنا کی گھاٹیوں سے بچا کر فرازِ عظمت کا شہ نشیں بنا دے گا۔“

جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم

مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے

★ حفظ وناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے درجہ خامسہ تک تعلیم جاری ہے

★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء

★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت

★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔

تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے

تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے

صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

majlisahrar@yahoo.com

majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053

یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 28 شمارہ 12 دسمبر 2017ء / ربیع الاول ۱۴۳۹ھ

Regd.M.NO.32

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

مجلسِ ادارت
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com
محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد
0300-7345095

تشکیل

اداریہ:	فیض آباد دھرنا اور اس کا منطقی انجام	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	تحریک بحالی حلف نامہ ختمِ نبوت کی کامیابی!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
//	ختمِ نبوت کانفرنس چناب نگر		
//	سراج الدین احمد صدیقی کی رحلت		
افکار:	ملک اور قوم پر رحم کریں	ادریس بختیار	8
گوشۂ سیرت:	سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم	مکتوب: امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی رحمہ اللہ	11
//	درحریمِ دل مامقامِ مصطفیٰ است	محمد احمد حافظ	13
//	”دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے“	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	16
//	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	احسان دانش مرحوم	20
//	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	سلیم کوثر	21
دین و دانش:	آخرت و دنیا	مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ	22
//	سلفِ صالحین کی دنیا سے بے رغبتی اور زہد	ترجمہ: ابن سیف سنجرانی	23
//	میراث کی تقسیم میں کوتاہی کرنا	مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی	28
نقد و نظر:	خطباتِ بہاولپور کا علمی جائزہ......اسلام اور موسیقی (قسط:۲)	علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	34
دعوتِ حق:	متلاشیانِ حق کو دعوتِ فکر و عمل (مکتوب نمبر ۶)	ڈاکٹر محمد آصف	45
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	ابن سیف سنجرانی / صبیح ہمدانی	48
روداد:	رُوداد......دورہ تربیت المبلغین	ابو علی معاویہ احرار	51
اشاریہ:	نقیبِ ختمِ نبوت (2017ء)	محمد یوسف شاد	54

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ——— 200/- روپے
بیرون ملک ——— 4000/- روپے
فی شمارہ ——— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم اے جناح روڈ چوک ملتان

رابطہ
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

فیض آباد دھرنا اور اس کا منطقی انجام

سید محمد کفیل بخاری

قومی اسمبلی میں انتخابی قوانین بل کے حوالے سے حلف ختم نبوت میں مجرمانہ تبدیلی کے خلاف دینی قوتوں کے بھرپور احتجاج نے حکومت کو پسپا ہونے پر مجبور کیا چنانچہ حلف نامہ ختم نبوت اور اس سے متعلقہ دفعات 7B اور 7C کو قومی اسمبلی اور سینٹ نے متفقہ طور پر اصل حالت میں بحال کر دیا۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ تحقیقات کر کے اس گھناؤنی سازش کے پوشیدہ کرداروں کو بے نقاب کیا جائے اور جن لوگوں نے آئین کے ساتھ مذاق اور کھلواڑ کیا انہیں سزا دی جائے۔ اس پر راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں ایک انکوائری کمیٹی بنائی گئی کہ وہ تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کرے چنانچہ کمیٹی نے اپنی رپوٹ حکومت کو پیش کر دی جسے سرد خانے میں پھینک دیا گیا۔ اسی دوران 6 نومبر 2017ء کو تحریک لبیک نے فیض آباد چوک راولپنڈی پر دھرنا دے دیا اور مطالبہ کیا کہ وفاقی وزیر قانون زاہد حامد استعفیٰ دیں، راجہ ظفر الحق رپورٹ منظر عام پر لائی جائے اور مجرموں کو سزا دی جائے جب تک مطالبات پورے نہیں ہوتے دھرنا جاری رہے گا۔

قطع نظر اس کے کہ تحریک لبیک کے قائد علامہ خادم حسین رضوی نے تنہا پرواز کی اور کسی بھی دوسری جماعت کو اعتماد میں لینے یا اپنے ساتھ شامل کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ انہوں نے اپنی تقاریر میں نامانوس زبان استعمال کی اور دیگر مقررین نے دھرنے کو مسلکی جنگ کی آگ کے شعلوں میں دھکیلنے کی پوری کوشش کی لیکن دیگر تمام دینی قوتوں نے ان کے اصولی مطالبات کی مکمل حمایت کی۔ زاہد حامد کے استعفے اور راجہ ظفر الحق رپورٹ افشاء کرنے سے یہ مسئلہ نہایت احسن اور پرامن طریقے سے حل ہوسکتا تھا لیکن نشۂ اقتدار میں بدمست حکمرانوں کی گردن میں تکبر وغرور کا جو سریا فٹ ہے اس نے ان کا دماغ خراب اور غور وفکر کی ساری صلاحیت مفلوج کر دی ہے۔ مسلم لیگ نون کے افلاطونوں اور دانشوروں کی سوچ کو سات سلام جنھوں نے فیض آباد چوک کھلواتے کھلواتے پورا ملک بند کروا دیا اور حکومت کو بند گلی میں لا کھڑا کیا۔ ملک کی دینی وسیاسی قیادت نے انہیں لاکھ سمجھایا کہ تشدد کا راستہ اختیار نہ کیا جائے مذاکرات اور افہام وتفہیم سے مسئلے کا حل نکالا جائے اور طاقت کے استعمال سے گریز کیا جائے حتیٰ کہ آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ نے بھی طاقت کے استعمال نہ کرنے کا مشورہ دیا لیکن لیگی سقراطوں اور بقراطوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی نے آئین کے آرٹیکل 245 کے تحت دھرنا ختم کرانے کے لیے فوج طلب کر لی، فوج نے سرکاری تنصیبات کی حفاظت کی ذمہ داری تو قبول کی لیکن عوام کے خلاف طاقت کے استعمال سے انکار کرتے ہوئے معاملات مذاکرات کے ذریعے ہی حل کرنے کا مشورہ دیا۔ حکمرانوں نے

تمام مشوروں اور تجاویز کے علی الرغم دھرنے کے خلاف طاقت کے استعمال کا فیصلہ کیا اور 25 نومبر کو آپریشن شروع کر دیا۔ ہر اعتبار سے یہ ایک احمقانہ فیصلہ تھا جس کے ردِ عمل میں ملک بھر میں دھرنے اور مظاہرے شروع ہو گئے۔ آپریشن فورسز کو پیچھے ہٹنا پڑا دھرنے کے شرکاء میں اضافہ ہوا، مظاہرین نے تمام بڑے شہروں کے داخلی و خارجی راستے بند کر دیے، موٹر وے اور جی ٹی روڈ بھی بند کر دیے گئے۔ جب کہ حکومت نے نیوز چینلز اور سوشل میڈیا بند کر دیا۔ پُرتشدد واقعات میں ایک پولیس افسر سمیت سات افراد جاں بحق اور سیکڑوں زخمی ہوئے۔ نوبت بایں جا رسید کہ دھرنا قیادت نے پوری کابینہ کے مستعفی ہونے کا مطالبہ کر دیا۔

26 نومبر کو وزیر اعظم کی صدارت میں اہم اجلاس ہوا جس میں آرمی چیف، ڈی جی آئی ایس آئی، وفاقی وزیر داخلہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب شریک ہوئے۔ آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ نے ایک بار پھر طاقت کے استعمال سے گریز اور مذاکرات کے ذریعے مسئلے کے حل کا مشورہ دیا۔ بالآخر 27 نومبر رات گئے دھرنا قیادت سے کامیاب مذاکرات کے بعد ان کے دو اصولی مطالبات تسلیم کر لیے گئے۔ وفاقی وزیر قانون زاہد حامد مستعفی ہو گئے اور راجہ ظفر الحق رپوٹ ایک ماہ کے اندر اندر عام کر دی جائے گی۔ حکومت اور دھرنا قیادت کے مابین تحریری معاہدہ ہوا جس پر وزیر داخلہ احسن اقبال وفاقی سیکرٹری داخلہ ارشد مرزا، علامہ خادم رضوی، پیر افضل قادری اور میجر جنرل فیض حمید نے دستخط کر دیے۔ یوں اکیس روزہ دھرنا اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ مذاکرات کی کامیابی میں آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ نے اہم کردار ادا کیا۔

اگر شروع میں ہی وزیر قانون زاہد حامد مستعفی ہو جاتے اور راجہ ظفر الحق رپورٹ عام کر دی جاتی تو یہ نوبت ہی نہ آتی۔ بے گناہ افراد جاں بحق ہوتے نہ قومی املاک کو نقصان پہونچتا۔ دھرنے کے پس منظر اور پیش منظر کے بارے میں بہت کچھ کہا اور لکھا جا رہا ہے لیکن ابھی صورت حال واضح ہونے میں کچھ وقت لگے گا غبار چھٹ جانے پر سب کچھ سامنے آ جائے گا۔ تحریک ختم نبوت کی قیادت پارلیمنٹ کے اندر اور باہر مستقل بنیادوں پر اپنے مشن پر کاربند اور جدوجہد میں مصروف ہے ہمیں عارضی اور ہنگامی حالات پر نظر ضرور رکھنی ہے اور ختم نبوت کے مشن پر اپنی آئینی اور پرامن جدوجہد بہر صورت جاری رکھنی ہے۔ دشمن عیار اور زخمی سانپ ہے وہ کسی بھی وقت پھر حملہ آور ہو سکتا ہے ہمیں اپنی قیادت پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے خطرات اور سازشوں سے باخبر رہتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کی ہر طرح سے حفاظت فرمائے اسلام اور وطن دشمنوں کے ناپاک ارادوں اور سازشوں کو ناکام و نامراد بنائے۔ آمین

☆......☆......☆

تحریک بحالی حلف نامہ ختمِ نبوت کی کامیابی!

عبداللطیف خالد چیمہ

انتخابی اصلاحات کی آڑ میں انتخابی اُمیدواروں کے لیے نامزدگی فارموں سے عقیدۂ ختم نبوت والے ''حلف نامے'' کو اقرارنامے میں بدلنے والے، جو پہلے پہل تو اِسے ''لفظی فرق'' اور پھر کلیریکل غلطی'' کہنے پر بضد تھے، ''عُذرِ گناہ بدتر از گناہ'' کے مصداق کئی تاویلیں کرتے رہے، جب سارے پتے ختم ہو گئے تو پھر ''مان'' ہی گئے۔ قوم کے تمام طبقات اور رائے عامہ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جس ملک گیر بیداری کا مظاہرہ کیا، اس کے سامنے کوئی قوت ٹھہر نہ سکی اور یہ منظر 1974ء کی تحریک کے بعد قوم نے ایک بار پھر دیکھا، حکمران اُن کے اتحادیوں اور اپوزیشن نے کئی مسائل پر تشکیک پیدا کی جو مناسب نہ تھی۔ اس مسئلہ کے مختلف حوالوں سے ذمہ دار حلقے پوری طرح آگاہ ہو چکے۔ تاہم الیکشن آرڈر میں 7B اور 7C کی شقیں تو پرویز مشرف کی روشن خیالی کی نذر 2002ء میں ہی ہو چکی تھیں، جو بل پارلیمنٹ نے 2/ اکتوبر 2017ء کو منظور کیا تو اس کی ذمہ داری کیا پوری پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں پر عائد نہیں ہوتی؟ بالخصوص پارلیمنٹ کی ذیلی کمیٹیوں نے کیا اس کو دیکھے بغیر اس کی منظوری دی؟

اک معمّا ہے سمجھنے کا، نہ سمجھانے کا

بہر حال 16/ اکتوبر 2017ء کو قومی اسمبلی میں ترمیمی ایکٹ کی متفقہ منظوری دی گئی، جس کے تحت انتخابی اصلاحات ایکٹ میں نئی ترمیم کی گئی اور ختم نبوت سے متعلق پرانی شقیں اصل شکل میں پوری طرح بحالی کر دی گئیں، جبکہ 17/ نومبر کو سینٹ آف پاکستان نے بھی مذکورہ ترامیم کی منظوری دی جس پر پوری قوم نے اطمینان کا اظہار کیا۔ ہم نے سرکردہ علماء کرام اور قانونی ماہرین سے مزید مشورے کے بعد متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کی جانب سے اس کا بھرپور خیر مقدم کیا اور مزید مطالبہ کیا کہ راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں بنائی گئی کمیٹی کی روشنی میں اس صورتحال کے ذمہ داروں کا تعین کر کے ان کو سزا دی جائے۔ اندریں حالات تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دھرنا بدستور جاری ہے۔ اگر انتخابی اصلاحات کی آڑ میں عقیدۂ ختم نبوت پر یہ وار نہ کیا جاتا تو یہ نوبت ہی نہ آتی جو تا دمِ تحریر حکومت کے لیے بنی ہوئی ہے۔ سینٹ آف پاکستان میں قائد ایوان اور مسلم لیگ (ن) کے چیئرمین جناب راجہ ظفر الحق (کمیٹی) نے 21/ نومبر کو کہا ہے کہ ''حلف نامے میں ختم نبوت کے حوالے سے تبدیلی پوری انتخابی اصلاحات کمیٹی اور تمام سیاسی جماعتوں کی 31 رکنی پارلیمانی کمیٹی کا فیصلہ تھا۔ راجہ ظفر الحق کمیٹی نے انکشاف کیا ہے کہ کاغذات نامزدگی میں ختم نبوت کی شق میں تبدیلی وزیر

قانون زاہد حامد نے نہیں بلکہ پوری انتخابی اصلاحات کمیٹی نے کی، جس میں اتحادی اور اپوزیشن سبھی شامل تھے۔ (روزنامہ ''پاکستان'' لاہور صفحہ اوّل، 22/نومبر 2017ء)

جبکہ 22/نومبر راجہ ظفر الحق نے تردید کی اور کہا کہ ختم نبوت والے حلف نامے کو اقرار نامے میں تبدیل کرنے سے متعلق کوئی رپورٹ جاری نہیں کی گئی۔ (روزنامہ پاکستان لاہور، صفحہ اول 23 نومبر 2017ء) یہ خبریں بھی قبل ازیں شائع ہوئیں کہ وفاقی وزیر قانون زاہد حامد کو ایک مرحلے پر استعفیٰ دینے کا کہا گیا تو انہوں نے برملا یہ کہہ کہ اسے مسترد کر دیا کہ ''ان کے ساتھ زبردستی کی گئی تو وہ اصل محرک کا نام بتا دیں گے''۔ (ہفت روزہ ''ندائے ملت'' لاہور، 23 تا 29 نومبر 2017ء جلد: 49، شمارہ: 49، صفحہ: 11)۔ پرچہ پریس میں جانے کے لیے تیار ہے اور تازہ صورتحال کے حوالے سے یہی کہا جا سکتا ہے کہ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو دھرنے کے شرکاء سے نرمی اور مذاکرات کا راستہ ہی اختیار کرنا چاہیے، سختی اور طاقت کے استعمال سے مکمل اجتناب برتنا چاہیے۔ نیز دھرنے کے قائدین کو بھی پاکستانی قوم کی اجتماعی دینی قیادت کے موقف کے قریب آ کر حکمت و دانائی اور تحمل کے ساتھ تصادم سے بچنا چاہیے کہ قوم اور ملک وملت پہلے ہی ایک گرداب میں پھنسی ہوئی ہے اور سیاسی انتہا پسندی یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ عدالتی نااہل کو پارٹی سربراہ بنانے کے لیے قومی اسمبلی میں اکثریت کے بل بوتے پر قانون سازی ہو چکی ہے۔ ایسے میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی دیرینہ اور پرامن جدوجہد کو سبوتاژ ہونے سے بچانا بھی ہم سب کا فرض بنتا ہے، شیخ رشید احمد، کیپٹن (ر) محمد صفدر، راجہ محمد ظفر الحق، میر ظفر اللہ خان جمالی، حافظ حمد اللہ اور دیگر رہنماؤں نے اس سارے قضیے میں جو کردار ادا کیا ہے وہ لائق تحسین ہے اور جن قوتوں اور شخصیات نے معاندانہ رویہ رکھا ان کا کردار افسوسناک بلکہ شرمناک بھی ہے۔ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے سوائے دین وملت دشمنی کے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت وتحفظ ختم نبوت کے لیے بھرپور کردار ادا کرنے کی توفیق سے نوازیں، امین یارب العالمین!

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر:

قادیان کی طرح چناب نگر (ربوہ) میں بھی قافلۂ احرار وختم نبوت اکتالیس سال قبل داخل ہوا تو وہاں ''ویرانی'' و ''اِرتداد'' کا راج تھا آج ایک جُہدِ مسلسل کے نتیجے میں چاروں اطراف توحید وختم نبوت کی بہاریں بھی ساتھ ہیں اور ویرانی دم توڑتی نظر آ رہی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ چند روز بعد 11-12 ربیع الاوّل 1439ھ مطابق 30/نومبر و یکم دسمبر 2017ء جمعرات، جمعتہ المبارک ''سالانہ ختم نبوت کانفرنس'' قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کی صدارت میں تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے، امسال تحریک بحالیٔ حلف نامہ ختم نبوت نے کانفرنس کے ماحول میں مزید گرمجوشی پیدا کر دی ہے احرار کارکن بھی ماشاء اللہ مُستعد نظر آ رہے ہیں۔

کانفرنس کی انتظامی کمیٹیوں کے ارکان سے تاکیدی گزارش ہے کہ وہ 10 ربیع الاوّل کی شام تک لازماً چناب نگر پہنچ جائیں، پہلی تربیتی نشست اِن شاءاللہ تعالیٰ 11 ربیع الاوّل، جمعرات کو بعد نماز ظہر شروع ہو جائے گی، پھر شب و روز، حضرات مشائخ عظام، علماء و دانشور اور صحافی، طلباء رہنما شرکت و خطاب کریں گے۔ احرار کارکنوں اور مجاہدین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ ارسال کیے گئے سرکلر اور ہدایات پر خصوصی توجہ دیں اور احرار کی قدیم روایات کے مطابق مکمل نظم وضبط اور جوش وجذبے کے ساتھ شریک ہوں۔ مقامی طور پر حضرات علماء کرام اور دینی کارکنوں کے علاوہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کو کانفرنس کی طرف متوجہ کریں۔ اس کام کے لیے سرکلر کے ساتھ ایک تحریر لف ہے۔ اس پر مقامی ذمہ دار اپنے نام اور موبائل نمبر درج کر کے مقامی و علاقائی سطح پر تقسیم کیا جائے۔ جن شاخوں نے کانفرنس فنڈ کی مد میں ابھی تک متعینہ رقم نہیں بھجوائی وہ فوری طور پر اس کا اہتمام فرمائیں بصورت دیگر'' چناب نگر فنڈز وصولی کیمپ'' میں جمع کروائیں، اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین یا رب العالمین!

سراج الدین احمد صدیقی کی رحلت:

چیچہ وطنی جماعت کے قدیم کارکن اور انجمن دارالعلوم ختم نبوت (رجسٹرڈ) جامع مسجد چیچہ وطنی کے صدر سراج الدین احمد صدیقی 16۔ نومبر 2017ء جمعرات کو انتقال کر گئے، (اناللہ وانا الیہ راجعون!)

مرحوم عرصۂ دراز سے ذیابیطیس اور کئی دیگر عوارض میں مبتلا تھے، انتقال سے چند روز پہلے بہاول پور وکٹوریہ ہسپتال میں زیر علاج بھی رہے۔ گزشتہ کئی سال سے علالت کے باوجود ہمت وحوصلے سے وقت گزارا۔ قاضی انوار احمد مرحوم کے فرزند اور سراپا احرار رضوان الدین احمد صدیقی مرحوم کے چھوٹے بھائی تھے، رضوان الدین احمد صدیقی مرحوم اور یہ سارا خاندان قدیم سے احرار کا میزبان گھرانہ مشہور ہے۔ سراج صاحب نظریاتی و جماعتی اور خصوصاً ختم نبوت کی کمٹمنٹ میں بے لچک شخصیت کے مالک تھے۔ چیچہ وطنی جماعت پر اپنوں اور غیروں کی طرف سے آنے والے تمام بحرانوں میں مردِ میدان کی طرح تازیست ڈٹے رہے، ساتھیوں کی میزبانی کر کے جو خوشی محسوس کرتے اس کا عالم دیدنی ہوتا تھا۔ صبح دس بجے کے لگ بھگ سراجیہ دواخانہ پر آتے، اخبار پڑھتے گپ شپ لگاتے اور عصر تا مغرب دفتر احرار کی چائے کی مجلس کے دولہا ہوتے! کبھی نہ آتے تو مجلس ادھوری رہتی، اپنی بیماری کی کیفیت فون پر بتاتے اور سب کا پوچھتے، فرزندان امیر شریعت سے جو متأثر ہوئے تو پھر کسی اور سے متأثر ہونے کا نہ سوچا۔

نماز جنازہ 17 نومبر 2017ء بعد نماز جمعۃ المبارک جامع مسجد چیچہ وطنی میں ہی ادا کی گئی جوان کی اپنی وصیت کے مطابق ان کے بچپن کے دوست وساتھی حافظ محمد نعیم نے پڑھائی، ہم مرحوم کی اہلیہ، بیٹے حافظ محمد معاویہ سراج دونوں بیٹیوں کے علاوہ مرحوم کے برادران جناب جمال الدین صدیقی، جناب شمس الدین صدیقی (کراچی)، جناب

صلاح الدین صدیقی (چیچہ وطنی)، جناب نظام الدین صدیقی (کراچی)، مرحوم کے پھوپھی زاد جناب میر رضاء الدین ، مرحوم کے بھتیجے اور داماد جناب محمد عثمان صدیقی اور مرحوم کے حلقۂ احباب سے تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی حسنات کو قبولیت سے نوازیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی اور ابن امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ العالی نے سراج الدین احمد صدیقی کے انتقال پر غم و تعزیت کا اظہار کیا ہے، جبکہ جناب سید محمد کفیل بخاری 18 رنومبر، ہفتہ کو چیچہ وطنی میں تشریف لائے اور مرحوم کے لواحقین سے تعزیت کی سچی بات تو یہ ہے کہ اس گھر اور خاندان نے ماضی بعید سے اب تک جتنی محبت دی اور دے رہے ہیں، اس لحاظ سے ہم خود تعزیت کے قابل ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو عافیت والی زندگی اور ایمان والی موت نصیب فرمادیں، آمین، یارب العالمین!

found.

دعاءِ صحت

- قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ گزشتہ تین ماہ سے علیل ہیں
- حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب گزشتہ دوسال سے شدید علیل ہیں
- مدرسہ معمورہ ملتان کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی گزشتہ ایک سال سے شدید علیل ہے
- لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب طویل عرصے سے علیل ہیں
- مجلس احرار ملتان کے قدیم کارکن شیخ حسین اختر لدھیانوی ہمشیر اور دختر شدید علیل ہیں

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ انہیں شفا کاملہ عطا فرمائے۔

ملک اور قوم پر رحم کریں (شورشِ دل)

ادریس بختیار

معاملہ کو صحیح تناظر میں نہیں دکھا جا رہا، تدبر کی شدید کمی ہے، اگر ساری صورتِ حال کا غور سے جائزہ لیا جائے۔ حکمرانوں نے افسوسناک حدتک عاقبت نااندیشی کا ثبوت دیا، ایک سے زیادہ بار غلط بیانی کی، حقائق چھپائے اور معاملات درست کرنے کی نیم دلانہ کوششیں کیں، وہ بھی اس وقت جب حالات دن بدن بگڑتے گئے، قابو سے باہر ہوتے گئے۔ کسی بھی مرحلے پر اپنی غلطی تسلیم نہیں کی گئی۔ اس کے برعکس ابتدا میں تسلسل سے یہ تاثر دیا جاتا رہا کہ ختمِ نبوّت کے حلف نامہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اسے ڈھٹائی بھی کہا جاسکتا ہے، حکومتی وزراء بار بار ٹی وی پر آ کر عوام کو گمراہ کرتے رہے۔ وزیرِ قانون کچھ کاغذ بھی دکھاتے اور دعویٰ کرتے کہ انتخابی قانون میں کچھ بھی بدلا نہیں گیا۔ حقیقت یہ نہیں، بلکہ اس کا اصل صورتِ حال سے کوئی تعلق بھی نہیں تھا۔ متعدد تبدیلیاں کی گئی تھیں۔ ان کی نشاندہی کی گئی، بار بار کی گئی۔ جب حالات بگڑتے نظر آنے لگے، کچھ شقیں درست کر دی گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قانون کو اصل شکل میں واپس لانے میں عوام کے مسلسل دباؤ کا بہت اہم کردار رہا۔ حکمرانوں کا رویہ تو یہ تھا کہ اس ملک کے عوام کو بے وقوف بنایا جائے اور اس کی کوشش کی گئی، بار بار۔

ہوا کیا تھا؟ انتخابی قانون 2017ء بناتے وقت امیدواروں کے حلف نامہ میں خاموشی سے کچھ تبدیلیاں کر دی گئی تھیں۔ ان میں سے چند بہت اہم تھیں اور آئینِ پاکستان کا لازمی حصہ تھیں۔ امیدوار کو ایک حلف نامہ بھرنا تھا کہ وہ ختمِ نبوّت پر ایمان رکھتا ہے۔ پہلا کام تو یہ کیا گیا کہ اس فارم کا عوان تبدیل کیا گیا۔ اس سے پہلے فارم کا عنوان تھا ''Declaration and oath by the person mominated''۔ اسے تبدیل کر دیا گیا اور نئے قانون میں لکھا گیا: ''Declaration by the candidate'' یعنی اس میں سے ''حلف'' ہٹا دیا گیا۔ پرانے فارم کی شق 2 کے شروع ہی میں لکھا تھا: I solemnly swear..... (میں حلفاً قسم کھاتا ہوں......) اور اس کی ذیلی شق (i) میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان رکھنے اور کسی بھی دوسرے فرد کو نبی تسلیم نہ کرنے کا اقرار تھا۔ نئے فارم میں شق 2 ختم کر دی گئی تھی۔ اس کی جگہ پہلی شق کی تیسری ذیلی شق میں ختمِ نبوّت کا اقرار تھا مگر اس سے پہلے یہ جملہ کہ ''میں حلفاً قسم کھاتا ہوں'' نکال دیا گیا تھا۔ ترمیم شدہ قانون میں صرف یہ رہ گیا تھا: ''I believe....'' اس کی حلفاً تصدیق ضروری نہیں رکھی گئی تھی۔ قانونی اعتبار سے اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس طرح کے معاملے کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا، جب کہ غلط حلف بھرنے والے کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

اس ترمیم پر احتجاج ہوا، شور مچا، جو بالکل جائز اور عین اسلامی تھا اور ساتھ ہی آئینِ پاکستان کے مطابق بھی۔ یہاں حکومتی ارکان کی منافقت ظاہر ہونا شروع ہوئی۔ ریکارڈ گواہ ہے کہ بیشتر وزراء اس بات سے انکار کرتے رہے کہ ختمِ نبوّت کے قانون میں کوئی ترمیم کی گئی ہے۔ وزیر قانون ہوں یا دوسرے وزراء، سب کا ایک ہی دعویٰ تھا، حقیقت سے دور۔ جو کاغذ وہ کسی ٹی وی پر دکھاتے وہ بھی دروغ گوئی کی انتہا تھی۔ وزیر قانون کہتے: ’’دیکھ لیجیے، دونوں قوانین میں کوئی فرق نہیں ہے‘‘۔ ساتھ ہی وہ دو کاغذ لہراتے۔ دونوں کاغذوں پر کیا لکھا ہوتا تھا کوئی پڑھ نہیں پاتا تھا۔ مگر حقائق پوشیدہ نہیں رہے۔ سب کچھ سامنے آ گیا کہ کیا تبدیلی لائی گئی۔ بالآخر حکومت مجبور ہوئی اور اکتوبر کی پانچ تاریخ کو ایک اور ترمیم کے ذریعہ ’’حلف‘‘ کا لفظ عنوان میں دوبارہ شامل کر دیا گیا۔ بات یہیں ختم نہیں ہوئی اور اسی لیے یہ شبہ تقویت پاتا ہے کہ اس میں معاملہ کے پس پشت کوئی سازش ہے۔

اس کی وجہ ہے۔ کیا صرف یہی ایک غلطی تھی جو حکومت اور ارکان پارلیمان کی اکثریت نے کی؟ ایسا نہیں تھا۔ الیکشن ایکٹ کے تحت اور بہت کچھ کیا گیا تھا اور وہ بھی سامنے آنا تھا، آیا۔ صرف حکومت کے بزرجمہر ہی یہ جھوٹا دعویٰ کرتے رہے کہ ختمِ نبوّت کے قانون کو درست کر دیا گیا۔ اس قانون کے ذریعہ آٹھ دوسرے متعلقہ قوانین منسوخ کیے گئے تھے۔ ان میں سے ایک وہ قانون تھا جس میں رائے دہندہ کو بھی ایک حلف دینا ہوتا ہے کہ وہ ختمِ نبوت پر ایمان رکھتا ہے۔ عام انتخابات آرڈر 2002ء میں یہ بھی کہا گیا تھا اگر کسی فرد نے مسلم رائے دہندگان کی فہرست میں اپنا نام درج کروالیا ہے اور اس کے خلاف یہ شکایت کی جائے کہ وہ مسلمان نہیں ہے تو ریوائزنگ اتھارٹی اسے پندرہ دن میں طلب کر کے یہ حلف لے کہ وہ ختمِ نبوّت پر ایمان رکھتا ہے۔ دوسری صورت میں اس کا نام غیر مسلم کی فہرست میں درج کیا جائے گا۔ انتہائی سازشی خاموشی کے ساتھ یہ شق بھی انتخابی ایکٹ 2017ء کے ذریعہ نکال دی گی تھی۔ عجیب بات یہ ہے کہ پانچ اکتوبر کو جب انتخابی قوانین میں ترمیم کر کے حلف کا لفظ شامل کیا جا رہا تھا، وزیر قانون نے تسلیم کیا تھا کہ اس شق سے بھی تنازع پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر اس شق کو بحال کرنے میں انھیں کوئی ڈیڑھ ماہ لگا اور سولہ نومبر کو ایک بار پھر ترمیم کر کے اس شق کو اصل شکل میں بحال کیا گیا۔

اس دوران بہت کچھ ہوتا رہا۔ ایک طرف تو کچھ لوگوں نے دارالحکومت میں احتجاجی دھرنا شروع کیا، جس کا بنیادی مقصد حکومت پر دباؤ ڈال کر ختمِ نبوّت کی شقوں کو بحال کروانا تھا، دوسری طرف یہ مطالبہ بھی تھا کہ اس بھیانک غلطی کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ اس سارے معاملے کو کسی اور طرح لیا گیا۔ احتجاجی تنظیم کے سربراہ کو سیاسی مخالف سمجھا گیا اور ان کے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کیا گیا۔ یہ رویہ درست نہ تھا، نہ ہے۔ ممکن ہے کہ احتجاج کرنے والوں

نے جو زبان استعمال کی وہ تہذیب کے ان معیاروں کے مطابق نہ ہو جن پر اس حکومت کے وزراء عمل کرتے ہیں۔ احتجاج کرنے والوں کو بھی احتیاط کرنی چاہیے۔ ملک اس وقت جس مشکل میں ہے، اس میں اسے سنبھالنا سب کی ذمہ داری ہے۔ مگر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ہے کہ اگر احتجاج نہیں کیا جاتا تو یہ حکومت ختمِ نبوّت کے قانون کو خاموشی کے ساتھ ختم کر دیتی۔ اس بات کو اس حقیقت سے بھی وزن ملتا ہے کہ وزراء شروع میں کسی بھی غلطی کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھے۔ بعد میں جو کچھ ہوا، اس پر وزیر داخلہ احسن اقبال کو خاص طور پر اور دوسرے وزراء کو بھی ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے۔ احسن اقبال ایک محترم اور معتبر مسلمان خاتون کی گود میں پلے بڑھے ہیں۔ انھیں پتہ ہوگا کہ کسی بھی شخص کا عقیدہ اس کا اور اللہ کے درمیان ہے والے معاملے پر ان کے بزرگوں کا مؤقف کیا تھا؟

حالات میں بہت زیادہ کشیدگی آ چکی ہے۔ حکمرانوں میں اگر کچھ عقل باقی ہے تو وہ مثبت اقدامات کریں۔ اقدامات یہ نہیں کہ احتجاج کرنے والوں کے خلاف طاقت کا استعمال کریں۔ اس سے حالات مزید خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ احتجاج کرنے والوں اور ان صائب الرائے افراد کا مشورہ مان لیا جائے جو وزیر قانون کی برطرفی چاہتے ہیں۔ ان میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب بھی شامل ہیں۔ راجہ ظفر الحق صاحب کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ اگر آ چکی ہے تو اسے عوام کے سامنے لایا جائے تاکہ اصل بات ظاہر ہو جائے۔ احسن اقبال پتہ نہیں کس گمان میں ہیں، کہتے ہیں کہ ایک سو چھبیس دن کمیٹیوں کا اجلاس ہوا تھا اور ہزاروں کاغذات دیکھنے ہوں گے تب حقیقت سامنے آ سکتی ہے۔ یہ بات درست نہیں۔ بات سب کے سامنے ہے۔ ذمہ دار تو بہت ہیں اور اللہ کو جوابدہ بھی ہوں گے، فی الحال بہتر یہ ہے کہ وزیر قانون سے استعفیٰ لے لیا جائے اور آگ پر تیل چھڑکنے کی بجائے جذبات ٹھنڈے کیے جائیں۔

پس نوشت: کچھ اخبارات میں وزارت داخلہ کا ایک اشتہار شائع ہوا ہے۔ اس میں کئی غلط بیانیاں ہیں۔ مثلاً حلف نامہ کے عنوان کے بارے میں یہ کہنا کہ ''solemnly swear'' کی جگہ ''selemnly affirm'' لکھا گیا تھا درست نہیں۔ عنوان میں یہ تھا ہی نہیں۔ اس میں سے ''حلف'' کا لفظ ہٹا دیا گیا تھا، جو بعد میں شامل کیا گیا، جیسا کہ اوپر دیکھا جا سکتا ہے، منظور شدہ قانون اس کی تصدیق نہیں کرتا۔ اسی طرح یہ دعویٰ کہ عام انتخابات آرڈر 2002 کے آرٹیکل 7C اور 7B میں قادیانی ووٹر کے بطور مسلم ووٹر اندراج پر اعتراض کے لیے سال اور دن کی قید ختم کر دی گئی ہے، حقیقت کے برعکس ہے۔ سولہ نومبر کو منظور شدہ قانون میں پندرہ دن کی شرط موجود ہے۔ وزارت داخلہ معاملات خراب کر رہی ہے، اب اس میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ بہتر یہ ہوگا کہ وہ اپنا رویہ درست کریں اور اللہ کے لیے اس ملک پر رحم کریں۔ ان کا معاملہ یہ قوم اللہ پر چھوڑتی ہے۔ (مطبوعہ: روزنامہ جنگ، 24/نومبر 2017ء)

سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(ترجمہ: مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی رحمہ اللہ)

مکتوب بنام سیادت پناہ سید فرید مرتضیٰ بخاری علیہ الرحمۃ

مرحمت نامۂ گرامی عزیز ترین زمانہ میں آیا، اس کے مطالعے سے مشرف ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ فقرِ محمدی کی میراث آپ کو حاصل ہے۔ درویشوں سے محبت اور ان سے تعلق رکھنا اسی کا نتیجہ ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ گرامی نامہ کے جواب میں یہ بے سروساماں کوتاہ عمل کیا لکھے، بجز اس کے کہ چند ماثور و منقول فقرے آپ کے جد بزرگوار خیر العرب والعجم نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومحامد میں رقم کردے اور اس سعادت نامہ کو اپنے لیے وسیلۂ نجاتِ اخروی بنائے۔ اس توصیف ومنقبت کی برکت سے خود میرا کلام قابلِ تعریف بن جائے گا۔

مَا ان مَدحتُ محمَّدًا بِمقَالتی لٰکن مَدحتُ مقالتی بِمُحَمَّدٍ

ترجمہ: میں اپنے کلام سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح نہیں کررہا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دراصل اپنے کلام کی تعریف کرتا ہوں۔

اب منقبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا ہوں۔ اللہ مجھے لغزش سے محفوظ رکھے اور نیک توفیق عطا فرمائے۔

بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں اور قیامت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین زیادہ تعداد میں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نزدیک تمام اوّلین وآخرین میں مکرّم و معظم ہیں۔ قیامت قائم ہونے پر سب سے پہلے آپ ہی اپنے مرقد مبارک سے اٹھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لے کھولے گا۔ قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لِوائے حمد کو اٹھائے ہوئے ہوں گے اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سب اُس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''ہم (میں اور میری اُمّت) ظہور کے لحاظ سے آخر میں ہیں لیکن قیامت کے دن آگے ہوں گے۔ یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا (بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے انعام کا اظہار کرتا ہوں)۔ میں اللہ کا حبیب ہوں، میں مرسلین وانبیاء کا قائد ہوں اور یہ بات بھی فخراً نہیں کہہ رہا، میں سلسلۂ خاتم الانبیاء کا ختم کرنے والا آخری نبی ہوں اس پر بھی فخر نہیں۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ نے انسانی مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان سب سے بہتر پیدا کیا، پھر اس مخلوق کو دو حصوں (عرب وعجم) میں تقسیم کیا تو مجھے اُن میں سے بہتر میں پیدا کیا۔ پھر قبائل بنائے تو بہترین قبیلے میں مجھے پیدا کیا پھر اس قبیلے کی شاخیں بنائیں تو اُن میں سے مجھے بہترین شاخ میں پیدا کیا۔ پس از روئے نفس اور بہ نظرِ قبیلہ وبیت میں سب میں بہتر ہوں (یہ

مجھ پر اللہ کا انعام ہے)۔ قیامت میں سب سے پہلے قبر سے برآمد ہونے والا میں ہی ہوں گا۔ جب لوگ درگاہِ خداوندی میں آئیں گے تو میں اُن کا قائد ہوں گا، جب وہ کلام نہ کرسکیں گے میں کلام کرنے والا ہوں اور جس وقت تمام لوگ میدانِ محشر میں پریشان و محبوس کھڑے ہوں گے میں اُن کی شفاعت (شفاعتِ عمومی) کروں گا۔ جب وہ ناامید ہوجائیں گے میں اُن کو بشارت دینے والا ہوں گا، اس روز کرامت و بزرگی اور کلید ہائے جنت میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ ثناءِ حق کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ نزدِ خدا میں تمام فرزندانِ آدم میں گرامی ترین ہوں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو میں امام انبیاء، خطیب انبیاء اور صاحبِ شفاعت ہوں گا اور ان سب خصوصیات پر مجھے کچھ بھی فخر نہیں ہے (بلکہ یہ صرف اظہارِ نعمت کے لیے کہہ رہا ہوں)۔''

دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ تخلیق عالم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا اور نہ اللہ تعالیٰ (مخلوق کو پیدا کرکے) اپنی ربوبیت کا اظہار کرتا۔ آپ اُس وقت نبی تھے جب آدم علیہ السلام کا پتلا بھی تیار نہیں ہوا تھا۔

نماند بعصیاں کسے در گرد که دارد چنیں سید پیشرو

ایسے عظیم الشان پیغمبر کی تصدیق کرنے والے یقیناً خیر الامم ہونے چاہییں۔ چنانچہ کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (یعنی تم بہترین اُمّت ہوائے تصدیق کنندگانِ مصطفیٰ، جس کو لوگوں کے فائدے کے لیے پیدا کیا گیا ہے) کا امتیاز اُن کے لیے ''نقدِ وقت'' ہے۔ اس کے مقابلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے بدترین بنی آدم ہیں۔ آیت: اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا (یعنی منکر بدّو سخت ترین ہیں کفر اور نفاق میں)...... ایسے لوگوں کی نشاندہی کر رہی ہے۔ دیکھا چاہیے کس خوش نصیب کو اتباع سنّت کی دولت سے نوازتے ہیں اور متابعت شریعت سے سرفراز کرتے ہیں۔ اس (پُرآشوب) زمانہ میں کیے ہوئے اس ''عملِ قلیل'' کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تصدیق کے ساتھ انجام دیا جائے ''عملِ کثیر'' کے درجہ میں رکھا جائے گا۔ اصحابِ کہف نے جو اعلیٰ درجات حاصل کیے وہ صرف ایک نیکی کی بنا پر ہی تو حاصل کیے تھے (جو بروقت ہوئی تھی) اور وہ نیکی نورِ ایمان و یقین کے ساتھ ہجرت تھی، ایسے وقت میں جب کہ معاندین و مخالفینِ حق کا غلبہ ہو رہا تھا۔ مثال کے طور پر لکھتا ہوں کہ سپاہی اگر دشمنوں کے غلبے کے زمانے میں (وفاداری کے ساتھ) تھوڑی سی جدوجہد بھی کرتے ہیں تو وہ جدوجہد بہت ہی نمایاں اور قابلِ قدر ہوتی ہے۔ برخلافِ زمانۂ امن کے اس زمانہ کی جدوجہد اور وفاداری کا ویسا اعتبار نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں چونکہ آں سرورِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رب العٰلمین ہیں اس لیے آپ کے متبعین، متابعت کے طفیل میں محبوبیت کے مرتبے پر فائز ہوتے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ محبّ جس کسی کو اپنے محبوب کے اخلاق و شمائل پر دیکھتا ہے اس کو محبوب رکھتا ہے۔ مخالفینِ دین کی بدبختی کا بھی یہیں سے اندازہ کرنا چاہیے۔

محمد عربی کابروئے ہر دوسرا ست کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سراو

اگر ہجرت ظاہری میسر نہیں تو ''ہجرت باطنی'' کو بہت زیادہ ملحوظ رکھا جائے گا کہ لوگوں کے ساتھ بظاہر تو رہیں اور درحقیقت ان کے ساتھ نہ ہوں (اُن کا غلط رنگ قبول نہ کریں) اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے آباء کرام کے راستے پر ثابت قدم رکھے۔ علیہم السلام الیٰ یوم القیامۃ

درحریمِ دلِ مامقامِ مصطفیٰ است

محمد احمد حافظ

حضور پرنور، ماوا و ملجائے یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ اس قدر اعلیٰ وارفع اور بلند وبالا ہے کہ عقل انسانی اس کا مکمل ادراک نہیں کرسکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وجہِ تخلیق کائنات ہیں۔ آپ کی ذات اقدس فرش وعرش پر یکساں محبوب ومقبول اور آپ کی زندگی عالمِ انسانیت کے لیے سب سے بڑا نمونہ عمل ہے، آپ کی ذاتِ اقدس محبتوں کا مرکز، چاہتوں کا مصداق، عقیدتوں کا مرجع اور ذوق وشوق کا محور ہے۔ جب خود خلاّق عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہو:

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

توعقل انسانی آپ کے مقامِ اقدس کا کیا احاطہ کرسکے گی؟ صرف یہی نہیں آپ کے ادب وتوقیر کا حکم قرآن مجید میں متعدد جگہ صادر فرمایا:

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا

اللہ تعالیٰ نے جن نفوس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف بخشا، عشاق سرمست کی جماعت صحابہ نے ان آیات قرآنی کے عملی تقاضوں کو اپنی زندگی کا شعار بنالیا تھا۔ وہ اپنے آقا ومولیٰ کی بارگاہِ اقدس میں یوں بیٹھتے جیسے لبوں پر مہرِ سکوت ثبت ہو، جسم میں سانسوں کی آمد ورفت ختم ہوچکی ہو۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ مکرمہ سے عروہ بن مسعود (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) کفار کے سفیر بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس جا کر اپنی حاضری کا حال کچھ یوں بیان کیا:

''اے میری قوم! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا اور قیصر وکسریٰ ونجاشی کے ہاں گیا ہوں، میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کے درباری اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم ان کے لعابِ دہن کو زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ اصحاب اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لیے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں

تو ان کے وضو کے پانی کے لیے باہم جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں اور ازروئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے۔''

شمائل ترمذی میں ہے کہ جس وقت آپ کلام شروع کرتے تو آپ کے ہم نشین اس طرح سر جھکا لیتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ یہ والہانہ عقیدت ومحبت صرف آپ کی حیات طیبہ تک محدود نہ تھی بلکہ آپ کے وصال پر ملال کے بعد بھی اصحاب ایمان مزارِ اقدس کے جوار میں مؤدب اور سراپا عجز وانکسار رہتے۔ایک مرتبہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے مسجد نبوی میں امام مالک سے مناظرہ کیا اور اثنائے مناظرہ اپنی آواز بلند کی، حضرت امام مالک نے فرمایا اپنی آوازیں بلند مت کرو، اللہ تعالیٰ نے امت کو حکم فرمایا ہے''**لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی**''اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام آپ کے وصال کے بعد بھی ویسا ہی ضروری ولازمی ہے جیسا کہ اس ظاہری دنیا میں آپ کے وجود پر تھا۔ یہ سن کر ابوجعفر منصور دھیما پڑ گیا۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اگر مسجد نبوی کے گرد کسی مکان میں میخ ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو کہلا بھیجتیں کہ رسول اللہ کو اذیت نہ دو۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے دونوں کواڑ مدینہ منورہ سے باہر ایک مقام پر تیار کروائے کے مبادا ان کی تیاری میں لکڑی کی آواز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراحتی ہو۔صحیح بخاری شریف میں ایک روایت حضرت ابن زید سے یوں درج ہے کہ میں مسجد نبوی میں لیٹا ہوا تھا ایک شخص نے مجھے کنکر مارا، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔آپ نے فرمایا ان دو شخصوں کو بلاؤ، میں بلا لایا، آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔آپ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں دُرّے لگواتا، کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آواز بلند کرتے ہو؟

آہستہ سانس لے کہ خلاف ادب نہ ہو
نازک ہے آئینے سے طبیعت حضور کی

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی مدینہ منورہ میں کبھی بول وبراز نہیں کیا۔ایک شخص نے کہا کہ مدینہ کی مٹی خراب ہے، امام مالک نے فتویٰ دیا کہ اسے تیس درے مارے جائیں اور قید کیا جائے۔ پھر فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اس کی گردن ماردی جائے، وہ زمین جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوں اس کی نسبت گمان کرتا ہے کہ اس کی مٹی خراب ہے؟ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کا واقعہ مذکور ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سبزیوں میں لوکی بہت پسند تھی۔حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ مجھے تو پسند نہیں، اس پر حضرت عبداللہ بن مبارک نے فوراً اپنی مسند کے ساتھ رکھی تلوار سونت لی اور کہا کہ:......''اپنے ایمان کی تجدید کرو ورنہ ابھی تمہاری

گردن اڑاتا ہوں۔‘‘

ایک مرتبہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ کے تازہ پھل پیش کیے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ......’’اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت دے، ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما، ہمارے صاع اور ہمارے مُد میں برکت عطا فرما......اے ہمارے رب! (حضرت) ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا ہی نبی ہوں، انہوں نے مکہ کے لیے جیسی دعا کی تھی میں بھی ویسی بلکہ اس سے بڑھ کر دگنی دُعا مدینہ کے لیے کرتا ہوں۔ (یعنی ہمارے شہر مدینہ میں مکہ مکرمہ سے دگنی برکتیں نازل فرما) (مسلم)

مدینہ منورہ...... جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تا قیامت قیام ہے، جو کائناتِ ارض وسماء کا نگینہ ہے، جہاں ہر لمحہ آسمانوں سے رحمتوں کی بارش برستی رہتی ہے۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مدینہ منورہ کے معطر ماحول میں قیام رکھتے ہیں، آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا حصار انہیں اپنے دامنِ جُود وعطا میں لیے رکھتا ہے......اہلِ دل ہمیشہ آرزومند رہے کہ اس شہرِ دل نواز میں قیام کا کوئی بہانہ مل جائے...... مدینہ کی محبت ہر دَم ان کے دلوں میں سوز وگداز کی مشعلیں جلائے رکھتی ہے۔ کتنے ہی افسردہ دلِ عُشاق اپنے دلوں میں مدینہ ہجرت کی تمنا لیے اس دنیا سے رخصت ہو گئے ،کتنوں کو اَرمان رہا کہ مرنے کے بعد قبر کے لیے دو گز زمین یہاں مل جائے۔

اَللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی میں آپ کی ذات سے بڑھ کر کسی کو بھی محبت وشیفتگی، والہانہ لگاؤ اور عشق وعقیدت کا تعلق عطا نہیں فرمایا۔ یہی عشق وعقیدت ہے جو دینِ حق پر ڈٹ جانے اور طاغوت کے مدمقابل سینہ سپر ہو جانے کا حوصلہ دیتی ہے۔ یہی والہانہ لگاؤ ہے جو ناموسِ پیمبر کے لیے کٹ مرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ یہی محبت، عقیدت، عشق، تعلق، خاطر، سب اللہ تعالیٰ کی عطاء ہیں جس کے نصیب ہو جائیں اس کے بھاگ ہرے ہیں۔

اے مے کشو! اگر مئے حُبِّ رسول سے
لبریز دل کا جام نہیں ہے تو کچھ نہیں!

not found.

''دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے''

مولانا محمد یوسف شیخوپوری

رحمتِ عالم، فخر دو جہان سید الانس والجان سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ انسانیت کے لیے مشعلِ راہ اور دنیا وآخرت کی کامیابیوں کی ضامن ہے۔ جس کا ہر ہر پہلو اور ہر ہر رخ عشاقِ رسالت اور مشتاقانِ بارگاہِ نبوّت کے لیے ابدی سعادتوں کا گنجینہ ہے اور اس قدر حسین و بہار آفرین ہے کہ ذکر کرتے ہی دلوں میں محبت ومودت کے جذبات انگڑائیاں لینے لگ جاتے ہیں، کلیاں کھل اٹھتی ہیں اور روحوں کا چمن سرسبز وشاداب ہو جاتا ہے۔ آپ کا ذکرِ خیر ایسی بہار ہے جس کے بعد کسی دوسرے بہار کی ضرورت نہیں، جس کی حیات بخش فضاؤں میں مہکنے والی کلیوں، چٹخنے والے غنچوں اور کھلنے والے پھولوں کو کسی خزاں یا پت جھڑ کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ ہر جہت سے، ہر نوعیت سے کامل ومکمل اور لا محدود ہے ان میں ایک پہلو آپ کے اسم مبارک کا بھی ہے، جس میں سیرت طیبہ کا وہ بحرِ بے کراں ہے جس کو تحریر و بیان میں لانے کے لیے خرد انسانی ناکافی ہے۔ صرف اس نیت سے ذکر کرتے ہیں تاکہ اس پاک نام کی برکت سے ہماری زبانیں طہارت کا لباس اوڑھ لیں۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ وَلٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّد

یوں تو اللہ کی قدرت نے اپنی شاہکار ترین تخلیق کو عالمِ وجود میں لا کر متعدد القابات واسماء سے نوازا ہے جو ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ ایسے ایسے خصائص اور فضائل پر مشتمل ہے جو ضخیم وعظیم ہونے کے ساتھ محبت وایمان کی کیفیتوں میں موج در موج اضافہ کرتے ہیں۔ لیکن ان سب میں آپ کے ذاتی نام نامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ ایک علیحدہ ہی شان کا حامل ہے، آپ کا یہ اسم مبارک الہامی طور پر رکھا گیا۔ علامہ ابن کثیرؒ نے ابن اسحٰقؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بیان فرماتی ہیں کہ جب میرے شکم میں بصورتِ حمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ایک دن میں نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھی کہ میرے پاس ایک فرشتہ نے آ کر کہا تم اس امت کے سردار کو اپنے حمل میں اٹھائے ہوئے ہو۔ جب وہ پیدا ہو کر زمین پر آ جائیں تو یوں کہنا: ''اُعِیْذہٗ بِالواحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ''۔ اس نومولود کی نشانی یہ ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک نور نکلے گا جس سے ملک شام میں بُصری کے محلات تک وسیع وعریض علاقہ منوّر ہو جائے گا۔ جب وہ بچہ پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھنا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) البدایہ۔

اسی طرح برہان الدین حلبیؒ نے روایت نقل کی ہے کہ آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے آپ کا نام ایک

خواب کی وجہ سے رکھا۔ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کی کمر سے ایک (نور کا) سلسلہ نکل رہا ہے جس کا ایک سرا زمین زمین میں ہے اور دوسرا آسمان میں، اسی طرح ایک سرا مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ پھر اس نے ایک درخت کی صورت اختیار کی جس کے ہر پتے پر نور چمک رہا تھا اور مشرق و مغرب کے لوگ اس درخت سے لگے ہوئے تھے۔ عبدالمطلب نے جب یہ خواب بیان کیا تو اس کی یہ تعبیر دی گئی کہ ان کی صلب سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس کی مشرق و مغرب کے لوگ پیروی کریں گے اور آسمان و زمین والے اس کی تعریف کریں گے۔ اسی لیے آپ کے دادا نے آپ کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا۔ (سیرت حلبیہ)

لفظ ''محمد'' مادہ حمد سے مشتق ہے، جس کا معنی تعریف و ثناء بیان کرنا ہے۔ اس مادّے کا باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ''محمد'' ہے جس کا مطلب مطلب ہے بار بار تعریف کیا گیا۔ حمد کو آپ سے خصوصی نسبت ہے۔ آپ کو جو کتاب عطا کی گئی وہ فرقانِ حمید ہے، آپ کا پرچم لواء الحمد کہلایا ہے، آپ کی اُمّت حمّادون کہلاتی ہے اور آپ کو اللہ کے ہاں سب سے بلند و برتر مقام ''محمود'' عطا کیا گیا ہے۔

آپ کا یہ نام مبارک تمام اسماء کا سرتاج ہے کیونکہ اللہ نے اپنے محبوب کے لیے اسے بطور اسمِ ذات کے پسند فرمایا اور چاردانگِ عالم میں ازل سے ابد تک اس کی دھوم مچائی ہے۔ مفردات القرآن میں امام راغب اصفہانیؒ نے اس کی شرح یوں فرمائی ہے: ا۔ ''اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ''۔ وہ ذات جس کی حمد و ثناء کثرت کے ساتھ بار بار کی جائے، کبھی جس کی تعریف ختم نہ ہو، ایک پہلو کو لے کر مدح شروع کریں وہ ابھی ختم نہ ہو کہ دوسرا شروع ہو جائے اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں۔ ۲۔ ''مُحَمَّد اِذَا کَثُرَتْ خِصَالُهُ الْمَحْمُوْدَةُ'' وہ ذات جس میں نوعیتِ مدح اور تعریف کے قابل تمام انواع و اقسام کے خصائل جمع ہو چکے ہوں۔ (معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

جی ہاں یہی وہ مبارک نام ہے جس کا تلفظ کیے بغیر دائرہ اسلام داخلہ ممنوع ہے، جو کلمہ اسلام کا جز ولاینفک قرار پایا ہے اور اسلام کے بنیادی، مرکزی اور اہم عقیدہ توحید کی دلیل ہے۔ کیونکہ دینِ اسلام میں کلمہ طیبہ کے صرف دو جزء ہیں، پہلے میں اعلانِ توحید ہے اور دوسرے جز میں اعلانِ رسالت ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رّسول اللہ۔ یہی کلمہ قرآن مجید میں متفرق صورت میں موجود ہے، اس کے علاوہ کوئی تیسرا جز پورے قرآن میں کہیں بھی مذکور نہیں اور سنتِ نبوی میں بھی مفقود ہے۔ خلفائے راشدین اور خصوصاً سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں اور دیگر ائمہ نے اپنے اپنے ایامِ اختیار و اقتدار میں بھی اسی کلمہ شریف کو پڑھا اور اس کی تعلیم دی ہے اور اسی کو نجات اخروی کے لیے کافی سمجھا ہے۔ چنانچہ اصولِ کافی میں جہاں ایمانیات کا مسئلہ درج ہے وہاں بھی صرف دو شہادتیں (توحید و رسالت) موجود ہیں۔

ا۔ ''بُنِیَ اِلاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الله وانّ محمدا صلی الله علیه وسلم عبده و رسوله و

اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و حج بیت و صیام شهر رمضان......الخ ''(اصول کافی، ج:۱،ص:۳۷۷)

۲۔ پرودگارِ عالم نے قلم کو فرمایا کہ لکھ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (جلاء العیون)

۳۔ جب عرش پر آدم علیہ السلام نے نظر کی تو یہ کلمہ شریف نظر آیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (جلاء العیون)

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی ہوئی کہ لوگوں کو کہہ دیجیے کہ کہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (حیات القلوب)

۵۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو جب آپ نے کلمہ شریف پڑھایا تو اس میں یہ فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (حیات القلوب)

۶۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت میں جو دونوں کندھوں کے درمیان تھی اس میں دو سطریں لکھی ہوئی تھیں، سطر اوّل میں لا اِلٰہ الا اللہ اور سطر دوم میں محمد رسول اللہ تھا۔ (حیات القلوب)

مذکورہ بالا تمام مقامات میں تیسری شہادت نہیں پائی جاتی فلہٰذا یہی کلمہ طیبہ جس کے صرف دو اجزاء توحید و رسالت ہیں، صحیح ہے اور آخرت میں نجات کے لیے یہی ضروری ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال و اعمال اسی کی مؤید ہیں اور ان کے دورِ خلافت میں بھی یہی کلمہ پڑھا جاتا رہا اور اسی کی تعلیم و تلقین جاری تھی، تیسرے جز والا کلمہ ان کے بعد والے لوگوں نے تصنیف کیا ہے اور ما بہ الامتیاز قائم کرنے کے لیے مرتب کیا ہے۔

پہلا جز ایک دعویٰ ہے، دوسرا جز اس کی دلیل ہے کیونکہ وحدانیت کا یقینی اور حتمی علم حضور علیہ السلام کی ذات اور آپ کی شہادت و دعوت سے ہوا ہے اور ساتھ ساتھ سمجھ لیا جا رہا ہے۔ وہ اللہ ہیں اور یہ اس کے رسول ہیں، اس کے رسول ہیں، اس کی صفات و ذات میں شریک نہیں ہیں، کیونکہ یہ اولاد والے ہیں، بنین و بنات والے، قبیلے کنبے اور خاندان والے ہیں اور وہ ان سب سے پاک ہے۔

یہ مبارک اسم توحید کی طرح ختمِ نبوّت کے عقیدہ کا بھی پرچار ہے۔ شیخ اکبرؒ نے لکھا ہے کہ حمد ہمیشہ آخر میں ہوتی ہے۔ جب ہم کھا پی کر فارغ ہوتے ہیں، سفر ختم کر کے گھر واپس ہوتے ہیں، ایسے دیگر مقامات میں آخر میں حمد کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ دنیا کا سفر ختم کر کے جنت میں داخل ہوں گے تو خدا کی حمد کریں گے۔ تو اسی دستور کے موافق جب سلسلۂ رسالت ختم ہوا تو یہاں بھی آخر میں خدا کی حمد ہو، اس لیے جو نبی سب سے آخر میں آئے ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا گیا۔

پھر کلمے کے پہلے جز اور دوسرے جز میں عجیب قسم کی مناسبت بھی ہے، پہلے جز میں لفظ ''اللہ''، اللہ کا ذاتی نام ہے اور دوسرے جز میں لفظ ''محمد''، اللہ کے آخری نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام ہے۔ رحمٰن، رحیم صفاتی نام ہیں، ادھر رسول صفاتی نام ہے، پھر لفظ اللہ اور لفظ محمد دونوں مشدّد ہیں، دونوں میں ایک حرف ساکن ہے۔ دونوں چار حرفی مرکب ہیں، دونوں بے نکتہ ہیں، دونوں میں ایک ہی جنس کے دو حرف ہیں، ل، ل اور م، م۔ پھر یہ دونوں نام ایسے ہیں کہ

جن کا ہر حرف معنی دار ہے، دونوں سے جس حرف کو بھی جدا کر دیا جائے اس کی معنویت برقرار رہتی ہے۔

امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں میم سے مراد امن اور امانت والا ہے، حا سے مراد حبیبِ خدا ہے، میم ثانی سے میمون اور مبارک ہے، دال سے مراد دین کی علامت ہے، گویا جو ذات امن اور امانت والی ہے، جو خدا کی محبوب ہستی ہے، جس کی آمد باعثِ میمنت اور مبارک ہو، جو ہستی دینِ کامل واکمل کی علامت ہو اس عظیم وکریم ہستی کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں۔

قوّت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے

مسافرانِ آخرت

ادارہ

★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے جنرل سیکرٹری اور جامعہ السیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بانی قاری زاہد اقبال 12 اکتوبر 2017 بروز جمعرات کو انتقال کر گئے، مرحوم مفتی ظفر اقبال (جامعۃ السراج چیچہ وطنی) کے چھوٹے بھائی تھے، اور خانقاہ سراجیہ سے منسلک تھے، انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور بنات کی تعلیم وتدریس کے لئے علاقہ بھر میں اہم کردار کیا، نماز جنازہ چیچہ وطنی میں ادا کی گئی جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ العالی نے پڑھائی ،اور علماء کرام ،دینی کارکنوں کے علاوہ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی ،مولانا زاہد الراشدی اور عبداللطیف خالد چیمہ نے 3۔ اکتوبر جمعۃ المبارک کو مرحوم کی رہائش گاہ پر لواحقین سے مل کر تعزیت کا اظہار کیا۔

★ حضرت مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی مدرسہ محمودیہ، جامع مسجد محمدی، مہران ٹاؤن کراچی کی پھوپھی صاحبہ 10 رنومبر، جمعۃ المبارک کو چوک محمدی، سناواں کوٹ میں انتقال کر گئیں، جبکہ مولانا عبدالغفور کے دوست حضرت مولانا خادم حسین ارائیں (سکول ٹیچر) کوٹ ادو کی اہلیہ 11 رنومبر کو انتقال کر گئیں۔

★ جامعہ اشرفیہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا یعقوب خان رحمۃ اللہ علیہ 18 رنومبر کو انتقال فرما گئے۔ مولانا مرحوم کی نماز جنازہ جامعہ میں مغرب کے بعد ادا کی گئی جس میں ہزاروں علماء وطلباء نے شرکت کی آپ نے اولاد واحفاد کے علاوہ سیکڑوں علماء وطلباء کو سوگوار چھوڑا۔

★ مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل اور مدرسہ معمورہ کے مدرس مفتی نجم الحق کے والد محمد نواز انتقال فرما گئے

★ چناب نگر مدرسہ ختم نبوت کے معاون مہر مراد لالی کے والد مہر احمد شیر لالی گزشتہ ماہ انتقال کر گئے

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطاء فرمائے۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

احسان دانش مرحوم

افضل ہے مرسلوں میں رسالت حضور ﷺ کی
اکمل ہے انبیاء میں نبوت حضور ﷺ کی

ہے زرہ زرہ اُن کی تجلی کا اِک سراغ
آتی ہے پھول پھول سے نکہت حضور کی

پہچان لیں گے آپ وہ اپنوں کو حشر میں
غافل نہیں ہے چشمِ عنایت حضور ﷺ کی

آتے رہے تھے راہنمائی کو انبیاء
جاری رہے گی رُشد و ہدایت حضور کی

آنکھیں نہ ہوں تو خاک نظر آئے آفتاب
صدّیق جانتے ہیں صداقت حضور ﷺ کی

کھولے ہیں مشکلاتِ جہاں نے کئی محاذ
کام آئی ہر قدم پہ حمایت حضور ﷺ کی

میری نظر میں مرشدِ کامل ہے وہ بشر
تفویض کر سکے جو محبت حضور ﷺ کی

جو ہوگئے ہوں آپ کے آپ اُن کے ہوگئے
عادت نہیں ہے ترکِ مُروّت حضور کی

گزری ہے مفلسی میں بڑی آبرو کے ساتھ
اللہ کا کرم ہے عنایت حضور کی

آنکھوں کو اپنی چومتا رکھ رکھ کے آئینہ
ہوتی اگر نصیب زیارت حضور ﷺ کی

دانشؔ میں خوفِ مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز
میں جانتا ہوں موت ہے سنت حضور ﷺ کی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سلیم کوثر

وہی ذکرِ شہرِ حبیب ہے وہی رہ گزارِ خیال ہے
یہ وہ ساعتیں ہیں کہ جن میں خود کو سمیٹنا بھی محال ہے

یہ وہ اسم ہے بجز اس کے کچھ بھی تو حافظے میں نہیں مرے
یہی اسم میری نجات ہے یہی اسم میرا کمال ہے

یہی دن تھے جب کوئی روشنی میرے دل میں اتری تھی اور اب
وہی دن ہیں اور وہی وقت ہے، وہی ماہ ہے، وہی سال ہے

یہاں فاصلوں میں ہیں قربتیں، یہاں قربتوں میں ہیں شدتیں
کوئی دور رہ کے اویس ہے کوئی پاس رہ کے بلالؓ ہے

وہ ابھی بلائیں کہ بعد میں، مجھے محو رہنا ہے یاد میں
میں صدائے عشقِ رسول ہوں، میرا رابطہ تو بحال ہے

ترا ان کے بعد بھی ہے کوئی، مرا ان کے بعد کوئی نہیں
تجھے اپنے حال کی فکر ہے، میری عاقبت کا سوال ہے

☆......☆......☆

آخرت ودنیا

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

تم نے یورپ کے تمدن کی کتوں کی طرح لوٹ کر اور بھیڑیوں کی طرح چل کر ہمیشہ پرستش کی ہے اور مذہب کی تعلیمات کی ہنسی اڑائی ہے کہ وہ آخرت آخرت کہتا ہے۔ مگر یورپ کی طرح دنیا کے لیے کچھ نہیں بتلایا، لیکن شاید تم آج قرآن حکیم کی اس آیت کو سمجھ سکو جس کے متعلق حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اس کی تلاوت آخری زمانہ کے فتنہ سے بچائے گی:

هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا . اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا. (سورۃ الکھف، ۱۰۴،۱۰۵)

تم کو بتلاؤں کہ سب سے زیادہ ناکام ونامراد کام کرنے والے کون ہیں؟ وہ جن کی تمام قوت سعی صرف دنیا کی زندگی سنوارنے ہی میں کھوگئی اور جہل حقیقت نے ان میں یہ گھمنڈ پیدا کر دیا کہ وہ بہت خوبیوں کا کام کر رہے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی نشانیوں اور اس کے رشتہ کو نہ سمجھا اور اس سے انکار کیا، پس ان کا تمام کیا دھرا برباد ہوگیا اور قیامت کے دن انہیں کوئی وزن نصیب نہ ہوگا۔

دوسری جگہ اربابِ کفر کے اعمال یہ بتلائے:

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ (سورۃ الروم، ۷)

صرف دنیا کی زندگی کا ایک ظاہری پہلو انہوں نے جان لیا ہے اور وہ آخرت کے علاقوں سے بالکل غافل ہو گئے ہیں۔

''آخرت'' سے مقصود یہ نہیں ہے کہ دنیا اور دنیا کے اعمال ترک کر دیے جائیں، بلکہ اس کی عملی تفسیر یورپ کی موجودہ زندگی کو سمجھو جس نے اپنے تئیں صرف دنیا ہی کے لیے وقف کر دیا ہے اور اس کے گھمنڈ میں وہ اللہ اور اس کے رشتہ کے لیے کوئی وقت اور فکر نہ نکال سکی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے وہ چیز تو حاصل کر لی، جس کا نام تمدن رکھا گیا ہے، لیکن وہ شے حاصل نہ کر سکی، جو انسان کے لیے امنِ حقیقی کی راہ اور سلام وسعادتِ فطری کی صراط مستقیم ہے۔

(ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ص۳۰،۳۱)

سلفِ صالحین کی دنیا سے بے رغبتی اور زہد

ترجمہ: ابن سیف سنجرانی

☆ حضرت عبداللہ بن مبارک کی کتاب الزہد میں ہے کہ ہمیں مَعْمر نے ہشام بن عروہ سے روایت کی اور انھوں نے اپنے والد عروہ بن زبیر سے روایت کی: کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو شام کے اُمراء اور سرداروں نے اُن سے ملاقات کی۔ انھوں نے پوچھا میرے بھائی ابوعبیدہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ابھی آتے ہیں۔ چنانچہ وہ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آئے، جس کی ناک میں رسی پڑی ہوئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو سلام کیا اور لوگوں سے کہا: ہمیں اکیلا چھوڑ دو۔ پھر اُن کے ساتھ چلتے ہوئے اُن کے پڑاؤ میں تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو اُن کے گھر میں اُن کی تلوار، اُن کی ڈھال اور زین کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ کچھ سامان رکھ لیتے یا فرمایا کچھ چیزیں رکھ لیتے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: امیر المؤمنین! یہ ہمیں منزل تک پہنچانے کے لیے کافی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۱ص:۱۶)

☆ عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع مالک الدار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار سو دینار لیے اور ایک غلام سے کہا: ان کو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ پھر کچھ دیر اُن کے گھر میں ٹھہرے رہنا اور دیکھنا کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ غلام وہ رقم لے کر گیا اور اُس نے کہا امیر المؤمنین کہتے ہیں یہ قبول فرمائیں۔ فرمانے لگے: اللہ اُن کا خیال رکھے اور رحمت فرمائے۔ پھر اپنی باندی کو آواز دی اور اُسے کہا کہ یہ سات فلاں کو دے آؤ اور یہ پانچ فلاں کو، یہاں تک کہ اُنھیں ختم کر دیا۔ غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور انھیں اس واقعے کی خبر دی۔ اس نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی رقم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لیے تیار کر رکھی ہے اور آپ نے وہ رقم دے کر غلام کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ اُن کا خیال رکھے۔ اے باندی! فلاں کے گھر میں اتنے دے آؤ اور فلاں کے گھر میں اتنے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی تشریف لائیں اور فرمایا: واللہ! ہم بھی حاجت مند ہیں، ہمیں بھی دیجیے۔ اس وقت تھیلی میں دو دینار بچے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کی طرف اچھال دیے۔ غلام نے واپس آ کر یہ حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو اس پر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے: یہ سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۱ص:۴۵۶)

☆ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اُن کے بیٹے طلحہ روایت کرتے ہیں کہ اُن کے پاس حضرِ موت سے سات لاکھ آئے۔ وہ ساری رات پریشانی سے کروٹیں بدلتے رہے، اُن کی بیوی نے پوچھا: کیا پریشانی ہے؟ فرمانے لگے: ساری رات سوچا ہے اور کہتا ہوں کہ آدمی اپنے رب کے بارے میں اچھا گمان کیسے رکھ سکتا ہے جبکہ اس کے گھر میں اتنا مال

رات بھر پڑا رہے۔ وہ کہنے لگیں: آپ کے دوست نہیں ہیں کیا؟ جب صبح ہو تو تھال اور پراتیں منگوائیے اور اس کو بانٹ دیجیے۔ فرمانے لگے: تم پر اللہ کی رحمت ہو، بلاشبہ تم باتوفیق باپ کی باتوفیق بیٹی ہو(مُوَفَّقہ بنت موفَّق ہو)۔(وہ اُمّ کلثوم بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما تھیں) جیسے ہی صبح ہوئی، تھال منگائے اور سارا مال مہاجرین وانصار میں بانٹ دیا۔ ایک تھال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھی بھیجا۔ اُن کی اہلیہ کہنے لگیں: ابو محمد کیا اس مال میں ہمارا کچھ حصہ نہ تھا؟ فرمانے لگے: تم صبح سے کہاں تھی؟ جو بچا ہے تم لے لو۔ کہتے ہیں کہ ایک تھیلی تھی جس میں ہزار سے کم درہم بچ گئے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۱، ص:۳۱)

☆ امام ثَوری ابوقیس سے وہ ہذیل بن شُرحْبیل سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جو آخرت کو مقصود بنائے گا، دنیا میں نقصان برداشت کرے گا۔ اور جو دنیا کو مقصود بنائے گا، آخرت میں نقصان اٹھائے گا۔ اے قوم! فانی (یعنی دنیا) کے نقصان کو باقی رہنے والی (یعنی آخرت) کے لیے برداشت کرلو۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۱، ص:۴۹۶)

☆ عبدالرحمٰن بن یزید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے زیادہ لمبی نمازیں پڑھتے ہو اور زیادہ مشقت اٹھاتے ہو لیکن وہ تم سے زیادہ فضیلت والے ہیں۔ اُن سے کہا گیا کس وجہ سے؟ فرمانے لگے: اُنھیں آخرت کا تم سے زیادہ شوق تھا اور دنیا کا تم سے کم۔ (صفۃ الصفوۃ، ج:۲، ص:۴۲)

☆ امام اوزاعی بلال بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اعوذ باللہ من تفرقۃ القلب (میں دل کی ٹوٹ پھوٹ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) اُن سے پوچھا گیا کہ تفرقۃ القلب کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ ہر وادی میں میرا مال ہو(یعنی ہر علاقے میں میرا ساز وسامان موجود ہو)۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۲، ص:۳۴۸)

☆ ابوالبُختری سے روایت ہے: کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس اور جَریر بن عبداللہ آئے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی جھونپڑی میں داخل ہوئے، اُنھیں سلام کیا۔ پھر کہنے لگے آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں؟ انھوں نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم۔ یہ دونوں حیرت میں پڑ گئے۔ انھوں نے فرمایا: اُن کا ساتھی وہ ہے جو اُن کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔ یہ دونوں کہنے لگے کہ ہم حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے آرہے ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُن کا ہدیہ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: ہمارے پاس تو کوئی ہدیہ نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو! اور امانت ادا کرو۔ اُن کے ہاں سے میرے پاس کوئی شخص بغیر ہدیے کے نہیں آتا۔ وہ کہنے لگے: ہمیں ایسا مت کہیے(یعنی یہ مت سمجھیے کہ ہم نے خیانت کی) یہ ہمارے اموال ہیں آپ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہیں قبول فرمائیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے تو ہدیہ ہی چاہیے۔ وہ دونوں کہنے لگے: واللہ! انھوں نے ہمیں کوئی چیز نہیں دے کر بھیجا، بس آپ کے بارے میں اتنا فرمایا: کہ تمھارے درمیان ایسے آدمی موجود ہیں کہ جب یہ اکیلے رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان کے علاوہ کسی اور کی خواہش نہیں رکھتے تھے۔ جب تم اُن کے پاس جاؤ تو اُنھیں میرا سلام کہنا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے اس کے سوا کون سا ہدیہ مانگ رہا تھا؟ اور اس سے بہتر کون سا ہدیہ ہوسکتا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۱، ص:۵۴۹)

☆ قتادہ کہتے ہیں: جب حضرت عامر رحمہ اللہ کا آخری وقت آیا تو رونے لگے۔ لوگوں نے کہا: آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: میں موت کے ڈر سے یا دنیا کی خواہش سے نہیں روتا بلکہ مجھے گرمیوں کا روزہ اور رات کا قیام چھوٹنے پر رونا آرہا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:۴،ص:۱۹)

☆ موسیٰ تیمی حضرت عبدالرحمن بن ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کہتے ہیں: میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جس کے پاس عزت وشرف، وجاہت وحکومت اور دین داری اُن سے بڑھ کر اکٹھی ہوئی ہو۔ کہا گیا ہے کہ وہ پورے کے پورے خاندان کو خریدتے تھے اور انھیں نئے کپڑے پہنا کر آزاد فرما دیتے تھے۔ اور کہتے تھے: میں ان کے ذریعے موت کی سختیوں پر مدد اکٹھی کرتا ہوں۔ چنانچہ ان کی موت اس حال میں ہوئی کہ وہ مسجد میں سو رہے تھے۔ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب اُن کو دیکھا تو اُنھیں ان کی عبادت اور زہد کی عادتیں اچھی لگیں، چنانچہ بھلائی میں اُن کی نقل کرنے لگے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۵،ص:۱۰)

☆ علی بن الفُضیل کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو سنا کہ وہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے کہہ رہے تھے کہ آپ ہمیں زہد کا، کم دنیا کمانے کا اور بس ضرورت پوری کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ جبکہ آپ کے پاس اتنا ساز وسامان ہے، یہ کیا ماجرا ہے؟ فرمانے لگے: ابوعلی یہ میں اس لیے کرتا ہوں کہ اپنی ذات اور اپنی آبرو کی حفاظت کروں اور اس کے ذریعے آسانی سے اپنے رب کی اطاعت کرسکوں۔ انھوں نے کہا: اے ابن مبارک! اگر ایسا ہو سکے تو کتنی اچھی بات ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۸،ص:۳۸۷)

☆ زیاد بن ماہک سے روایت ہے کہ شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: تم خیر کے صرف اسباب ہی دیکھ سکتے ہو اور شر کے بھی اسباب ہی نظر آتے ہیں۔ خیر ساری کی ساری جنت ہے اور شر سارے کا سارا آگ ہے۔ دنیا بلاشبہ ایک سامنے کا سامان ہے جس سے نیک اور فاجر دونوں ہی کھاتے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں ملکِ قاہر (یعنی زبردست بادشاہ) کا حکم چلتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں سے ہر ایک کے بیٹے (یعنی وارث) ہیں۔ تم آخرت کے بیٹے بنو، دنیا کے بیٹے نہ بنو۔ (صفۃ الصفوۃ، ج:۱،ص:۷۰۹)

☆ مسلم بن سعد کے بھانجے عبداللہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حج کا ارادہ کیا تو میرے ماموں نے مجھے دس ہزار درہم دیے اور کہا کہ جب مدینہ منوّرہ جاؤ تو وہاں کے سب سے زیادہ ضرورت مند گھرانے کو دے دینا۔ جب میں مدینہ پہنچا۔ میں نے مدینہ منوّرہ کے سب سے زیادہ غریب گھرانے کے بارے میں پوچھا، تو مجھے ایک گھر والوں کے بارے میں بتایا گیا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، ایک عورت نے کہا تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں ایک بغدادی آدمی ہوں، مجھے دس ہزار درہم سونپے گئے تھے اور کہا گیا تھا کہ مدینہ منوّرہ کے سب سے زیادہ ضرورت مند گھرانے کو دے دوں۔ اور مجھے تم لوگوں کے بارے میں بتایا گیا ہے، لہٰذا تم وصول کرلو۔ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے بندے! جس نے تمھیں پیسے دیے تھے اس نے سب سے زیادہ ضرورت مند ہونے کی شرط لگائی تھی۔ یہ ہمارے سامنے کے گھر والے ہم سے زیادہ ضرورت مند ہیں۔ کہتے ہیں میں نے اِن کو چھوڑ کر اُس گھر کا دروازہ بجایا، ایک عورت نے جواب دیا۔ میں نے اس سے بھی وہی بات کی جو پہلی عورت سے کی تھی۔ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے بندے! ہم اور ہمارے یہ پڑوسی فقر میں برابر ہیں، لہٰذا تم اس مال کو ہمارے درمیان تقسیم کردو۔ (صفۃ الصفوۃ، ج:۲،ص:۶۰۲)

☆ ابراہیم بن شبیب ابن شیبہ سے روایت ہے: کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن مل کر بیٹھا کرتے تھے کہ ایک آدمی ہمارے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔ اُس کے بدن پر ایک ہی چادر تھی جس میں وہ لپٹا ہوا تھا۔ اُس نے فقہ کا ایک مسئلہ چھیڑا جس کی وجہ سے ہم مجلس کے خاتمے تک مسائلِ فقہ میں گفتگو کرتے رہے۔ وہ آئندہ جمعہ پھر آیا، ہم نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس سے اس کی رہائش گا کا پوچھا اور اس کی کنیت پوچھی۔ اس نے اپنی کنیت ابوعبداللہ بتائی اور اپنی رہائش گاہ محلّہ حربیہ۔ ہمیں اُس کے ساتھ بیٹھنا اچھا لگتا تھا کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے ہم صرف مسائلِ فقہ میں گفتگو کرتے تھے۔ ہمارا یہ معمول کچھ عرصہ چلتا رہا، پھر اُس نے آنا چھوڑ دیا۔ ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے: ابوعبداللہ کی وجہ سے ہماری مجلس آباد تھی، جواب بے رونق ہوگئی ہے۔ ہم نے آپس میں طے کیا کہ آئندہ صبح حربیہ جا کر اُسے ڈھونڈیں گے۔ ہم حربیہ پہنچے اور چونکہ ہم بہت سے تھے اس لیے ہم ابوعبداللہ کے بارے میں پوچھتے ہوئے شرما رہے تھے، ہم نے دیکھا کہ بچے مکتب سے پڑھ کے نکل رہے تھے، ہم نے اُن سے ابوعبداللہ کا پوچھا۔ وہ کہنے لگے: وہ جو شکاری ہیں؟ ہم نے جی ہاں۔ وہ کہنے لگے: اُن کے آنے کا وقت ہو رہا ہے۔ ہم اُس کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ ہم نے اُسے آتے ہوئے دیکھا۔ اُس نے ایک پھٹی پرانی چادر کا ازار باندھا ہوا تھا اور ایک چھوٹی چادر کندھے پر تھی اور اس کے پاس کچھ ذبح کیے ہوئے اور کچھ زندہ پرندے تھے۔ جب اُس نے ہمیں دیکھا اور مسکراتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوا، کہنے لگا: کیسے آنا ہوا؟ ہم نے کہا: تمھاری غیر موجودگی کو محسوس کر کے آئے ہیں، تم نے ہماری مجلس کا درجہ بہت بلند کر دیا تھا۔ کیا سبب ہوا کہ تم آنا چھوڑ گئے؟ کہنے لگا: تم سے سچ کہتا ہوں، میرا ایک پڑوسی تھا، میں ہر دفعہ تمھارے پاس آنے کے لیے اُس سے وہ کپڑا ادھار لیتا تھا جو پہن کر میں مسجد میں آتا تھا۔ لیکن وہ پردیسی تھا اور اپنے وطن واپس چلا گیا، میرے پاس کوئی کپڑے تھے نہیں کہ جنھیں اوڑھ کر تمھارے پاس آتا۔ تم لوگ گھر میں داخل ہو جاؤ اور اللہ کے رزق سے کچھ کھا لو۔ ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ اندر چلنا چاہیے (یعنی کچھ دیر اُس کی ہم نشینی کا موقع ملے گا)۔ وہ دروازے کے پاس آیا، سلام کر کے کچھ دیر ٹھہرا اور پھر گھر میں داخل ہو گیا۔ پھر ہمیں داخل ہونے کی اجازت دی، ہم داخل ہوئے تو وہ ہمارے لیے چٹائی کی ٹکڑے لے کر آیا اور اُنھیں بچھا دیا۔ ہم بیٹھ گئے۔ وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور ذبح کیے ہوئے پرندے اُس کے حوالے کیے اور زندہ پرندوں کو لے کر باہر چلا گیا۔ کہنے لگا: میں ان شاءاللہ جلدی آ جاؤں گا۔ چنانچہ وہ بازار گیا، اُن پرندوں کو بیچا، روٹی خریدی۔ اتنی دیر میں اُس کی بیوی نے وہ پرندے پکا کر تیار کر لیے تھے۔ اُس نے آ کر ہمارے سامنے پرندوں کا گوشت اور روٹی رکھی، ہم کھانے لگے اور وہ بیچ بیچ میں اٹھ کر کبھی ہمیں نمک پکڑاتا اور کبھی پانی۔ جب کبھی وہ اٹھتا، ہم ایک دوسرے سے کہتے: تم نے اس جیسا شخص کبھی دیکھا ہے؟ تم بصرہ کے شرفاء میں شمار ہوتے ہو، تم اس کے حالات تبدیل کیوں نہیں کرتے؟ جماعت میں سے ایک شخص کہنے لگا: میرے ذمے پانچ سو، دوسرے نے کہا: میرے ذمے آٹھ سو، اسی طرح سب بولے، کچھ نے کہا: میں اس کے لیے دوسروں سے بھی لے کر آؤں گا۔ اُس کے لیے جو کچھ ہم نے اکٹھا تھا اس کا حساب پانچ ہزار درہم تک جا پہنچا۔ تو دوستوں نے کہا اُٹھو کہ ہم جا کر یہ پیسے لے آئیں اور اس سے درخواست کریں کہ اپنے حالات کو تبدیل کر لے۔ چنانچہ ہم اُٹھے اور اپنی سواریوں پر سوار ہو کر واپس ہوئے، جب ہم مربد سے گزرے

تو بصرہ کا گورنر محمد بن سلیمان اپنے چوبارے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے غلام سے کہا: یہ جماعت جو سوار ہوکر جارہی ہے اِس میں سے ابراہیم بن شبیب بن شیبہ کو میرے پاس لا۔ میں اُس کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے حال دریافت کیا اور یہ کہ ہم اس وقت کہاں سے آرہے ہیں؟ میں نے اسے ساری ساری کہانی سنائی تو وہ کہنے لگا: میں اُس کے ساتھ نیکی کرنے میں تم سے بڑھ کر ہوں۔ اے غلام! درہموں کا توڑا لاؤ۔ وہ لے آیا، پھر اس نے حکم دیا کہ قالین بچھانے والے غلام کو لے کر آؤ۔ وہ آیا تو اُسے حکم دیا کہ اس توڑے کو اٹھا کر اِس آدمی کے ساتھ جاؤ اور اُس کے حوالے کر دو جس کو دینے کا ہم نے حکم دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں جلدی سے اُٹھا اور ابوعبداللہ کے گھر کی طرف بھاگا، میں دروازے پر پہنچا، میں نے سلام کیا، ابوعبداللہ نے جواب دیا اور باہر نکلا۔ جب اس نے اُس غلام کو اور اس کے کندھے پر توڑے کو دیکھا تو اس کا چہرہ ایسے ہوگیا جیسے میں نے اُس پر راکھ چھڑک دی ہو۔ وہ میری طرف متوجہ ہوا اور اس کا چہرہ بدلا ہوتھا۔ کہنے لگا: اے فلاں یہ تو نے میرے ساتھ کیا کیا؟ مجھے فتنے میں ڈالنا چاہتے ہو۔ میں نے اُسے کہا: اللہ کے بندے بیٹھ تو سہی تاکہ میں تجھے ساری کہانی سناؤں۔ تم اِس شخص کو جانتے ہی ہو وہ ایک جبار حکمران ہے (یعنی محمد بن سلیمان)۔ اگر وہ مجھے حکم دیتا کہ اس مال کو جہاں چاہوں لگا دوں تو (میں تمھیں آزمائش میں نہ ڈالتا بلکہ) میں واپس چلا جاتا اور اُسے بتاتا کہ میں نے خرچ کردیا۔ لہٰذا تم اپنی جان بچاؤ اور اللہ سے ڈرو (یعنی اگر تم یہ مال وصول نہیں کرو گے تو گورنرِ بصرہ تمھیں اپنا دشمن بنالے گا)۔ وہ مجھ پر مزید غصے ہوا، اٹھ کر اپنے گھر داخل ہوگیا اور میرے سامنے دروازہ بند کردیا۔ میں کبھی آگے بڑھتا تھا اور کبھی پیچھے ہٹتا تھا۔ میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ گورنر کو جا کر کیا کہوں۔ میں نے سوچا سچ کے سوا کوئی چارہ نہیں، سو میں آیا اور گورنر کو ماجرا بتایا۔ وہ کہنے لگا: واللہ! یہ شخص حروری (یعنی حروری اور حکمران دشمن باغی) ہے۔ اے غلام! تلوار لے کر آؤ۔ وہ تلوار لے آیا تو اُسے حکم دیا کہ اس لڑکے کا ہاتھ پکڑو، یہ تمھیں ایک آدمی کے پاس لے کر جائے گا، جب وہ باہر نکلے تو اُسے قتل کرنا اور میرے پاس اُس کا سر لے کر آنا۔ ابراہیم کہتے ہیں میں نے کہا: اللہ! اللہ! اے امیر، آپ کو اللہ مزید سنوارے، ہم نے اس شخص کو دیکھا ہے۔ واللہ! وہ خارجی نہیں ہے۔ میں جاتا ہوں اور اُسے آپ کے پاس لے کر آتا ہوں۔ میں اِس سب کے ذریعے میں اُسے کسی طرح بچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے مجھے ضامن بنایا کہ میں اُسے لے کر آؤں۔ میں گیا، جب میں نے دروازے پر پہنچ کر سلام کیا تو اُس کی بیوی غم کی حالت میں رو رہی تھی۔ پھر اُس نے دروازہ کھولا اور پردہ کر کے مجھے اجازت دی، میں اندر گیا تو کہنے لگی: تمھارے اور ابوعبداللہ کے درمیان کیا معاملہ تھا؟ میں نے پوچھا وہ کیسا ہے؟ کہنے لگی: (جب تم چلے گئے تو) وہ اندر داخل ہوا، حوض سے پانی نکال کر وضو کیا، پھر میں نے اُسے یہ کہتے ہوئے سنا۔ اللہ مجھے اپنی طرف اٹھالے! آزمائش میں نہ ڈال۔ پھر یہی کہتے کہتے لیٹ گیا، جب میں اُس کے پاس گئی تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ میں نے کہا: ہماری بڑی عجیب وغریب کہانی ہے، تم ہمارے بارے میں کسی کو مت بتانا۔ میں محمد بن سلیمان کے پاس آیا اور اُسے واقعہ بتایا۔ وہ کہنے لگا: میں سوار ہوتا ہوں کہ میں اِس شخص کا نماز جنازہ پڑھوں گا۔ کہتے ہیں کہ بصرہ میں یہ خبر پھیل گئی اور اس کے جنازے میں گورنر سمیت بصرہ کے اکثر لوگوں نے شرکت کی۔

(صفۃ الصفوۃ، ج:۴، ص:۹۔۱۲)

میراث کی تقسیم میں کوتاہی کرنا

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی

جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو شریعتِ مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ انتقال کے فوراً بعد اس کے مال میں سے چار حقوق ادا کیے جائیں۔

۱۔ مرحوم کے کفن و دفن کے متوسط اخراجات نکالے جائیں، اگر کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے کفن و دفن کا انتظام کردے تو ترکہ سے یہ رقم نہیں لی جائے گی۔

۲۔ مرحوم کے ذمہ کسی کا کوئی قرض واجب الادا ہو تو اس کو ادا کیا جائے، چاہے قرضوں کی ادائیگی میں سارا مال خرچ کرنا پڑ جائے۔ اسی طرح اگر مرحوم نے اپنی بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو اور بیوی نے خوش دلی سے معاف بھی نہ کیا ہو تو یہ بھی قرضہ ہے، اسے ادا کرنا ضروری ہے اور بیوی کو یہ مہر میراث کے علاوہ ملے گا، مہر کا بیوی کے میراث کے حصہ سے کوئی تعلق نہیں، مہر الگ دیا جائے گا اور میراث کا حصہ الگ دیا جائے گا۔

۳۔ تیسرا حق ''وصیت'' ہے، یعنی قرضوں کی ادائیگی کے بعد دیکھا جائے گا کہ مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی جائز وصیت کی ہو تو باقی مال و جائیداد کے ایک تہائی (۱/۳) حصے کی حد تک ان وصیتوں کو پورا کیا جائے گا اور اگر وصیت تہائی مال سے زیادہ کی ہو تو ایک تہائی کی حد تک وصیت پورا کرنا ورثاء پر ضروری ہے، اس سے زیادہ وارثوں کے اختیار میں ہے، چاہے پورا کریں یا نہ کریں۔ البتہ مرحوم کی ناجائز وصیتوں کو پورا کرنا جائز نہیں۔

۴۔ وصیت پوری کرنے کے بعد جو کچھ مال باقی بچے اس کو شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق تمام ورثاء میں تقسیم کردیا جائے۔

اس چوتھے حق کے بارے میں آج کل ہمارے معاشرے میں بڑی غفلت پائی جاتی ہے، بہت سے لوگ تو جانتے ہی نہیں کہ مرنے والے کے مال کو ورثاء میں تقسیم کرنا چاہیے اور جو لوگ جانتے ہیں کہ یہ ایک اہم فریضہ ہے اُن میں بھی بہت سے لوگ اس پر عمل نہیں کرتے۔ حالانکہ شریعتِ مطہرہ کے احکام میں سے وراثت تقسیم کرنے کا حکم ایک خاص اہمیت کا حامل ہے اور وراثت تقسیم نہ کرنا اور دوسروں کا حصہ اپنے قبضہ میں رکھ کر استعمال کرنا نہایت سنگین گناہ ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم نے اپنے اکثر احکامِ شرعیہ کے صرف اصول بیان کیے ہیں اور تفصیلات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے مسلمانوں کو سمجھائی ہیں، لیکن بعض احکام کی اہمیت کے پیشِ نظر ان کی تمام

تفصیلات کو بھی قرآن کریم نے خود پوری تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ وراثت کی تقسیم کا حکم بھی اُنہی احکام میں سے ہے کہ قرآنِ کریم نے اس کا پورا قانون تفصیل کے ساتھ وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں یوں تو حقوق العباد کی پوری ادائیگی پر زور دیا گیا ہے لیکن وارثوں کے حقوق ادا کرنے کی خصوصیت کے ساتھ تاکید آئی ہے۔ اسی لیے میراث کو شریعت کے مطابق انصاف سے تقسیم کرنا جنت کے اعمال میں سے ہے اور ایک حدیث شریف میں وراثت کی تقسیم میں ظلم اور ناانصافی سے بچنے پر جنت کی ضمانت دی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’تم چھ چیزوں کی ضمانت لے لو، میں تمھارے لیے جنت کا ضامن ہو جاؤں گا، ان چھ چیزوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا: وراثت کی تقسیم میں ناانصافی مت کرو، اپنی طرف سے انصاف کرو‘‘۔ (مجمع الزوائد)

اس کے برخلاف کسی وارث کا پورے ترکہ پر قبضہ جمائے رکھنا اور میراث کو تقسیم نہ کرنا یا تقسیم کے وقت بعض ورثاء کو محروم کرنا یا ان کو کم حصہ دینا ہرگز جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ، غصب اور ظلم ہے جو حرام ہے۔

میراث تقسیم نہ کرنے اور دوسروں کا حق کھانے پر وعید:

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ورثاء کے حصوں کو بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ. (النساء:۱۴)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسا عذاب ہو گا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔ (آسان ترجمہ قرآن)

نیز احادیث طیبہ میں بھی دوسرے کا مال ناحق استعمال کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں، ذیل میں چند احادیث طیبہ ملاحظہ ہوں:

حدیث نمبر ۱:

عن سعید بن زید قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من اخذ شبرا من الارض ظلما فانه یطوقه یوم القیامة من سبع ارضین (مشکوۃ المصابیح،۲/۱۶۳)

ترجمہ: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جس شخص نے ظلماً کسی کی زمین ایک بالشت بھی لی تو یہ زمین قیامت کے دن سات زمینوں تک اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔

حدیث نمبر۲:

عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: من قطع میراث وارثہ قطع اللّٰہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ. (مشکوٰۃ المصابیح،۲/۱۹۷)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی وارث کو میراث سے محروم کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت میں اس کے حصے سے محروم فرمائیں گے۔

حدیث نمبر۳:

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ وسلّم: من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ او شئی فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار و لا درھم ان کان لہ عمل صالح أخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم تکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ. (صحیح البخاری،۱/۲۸۹)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہے تو آج ہی اس کو معاف کرالے، اس دن کے آنے سے پہلے پہلے جس دن نہ درہم ہوں گے، نہ دینار، (بلکہ اس دن یہ ہوگا کہ) اگر ظالم کے پاس کوئی نیک عمل ہوگا تو اس نے اپنے بھائی پر جتنا ظلم کیا ہوگا اس کے بقدر نیکیاں مظلوم بھائی کو دے دی جائیں گی اور اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو پھر مظلوم کے گناہ اس ظلم کے برابر ظالم کے اوپر ڈال دیے جائیں گے۔

لہٰذا کسی شخص کے انتقال کے بعد اوپر ذکر کیے گئے چار حقوق میں سے تین حقوق ادا کرنے کے بعد سب سے اہم ترین فرض یہ ہے کہ جلد از جلد اس کی میراث تقسیم کی جائے، اسی میں عافیت اور راحت ہے، کیونکہ اس وقت مرنے والے کا صدمہ دل میں ہوتا ہے اور دل نرم ہوتا ہے تو تقسیم کا معاملہ بھی آسان ہوتا ہے، لیکن اگر اس وقت میراث تقسیم نہ کی جائے تو جتنی دیر ہوتی رہے گی اُتنی ہی اس میں الجھنیں اور دشواریاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔ یہاں تک کہ لڑائی جھگڑوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کیونکہ جوں جوں مرنے والے کا صدمہ کم ہوتا چلا جاتا ہے دنیا کی محبت دل میں بڑھتی چلی جاتی ہے اور

باہمی اختلاف ہوتا ہے، اس لیے جتنا جلدی ہو سکے میراث تقسیم کر لینی چاہیے، کیونکہ مرنے کے بعد ایک سوئی کے برابر مال میں بھی تمام ورثاء حصہ دار اور شریک ہو جاتے ہیں۔ ان سب کی رضامندی کے بغیر مالِ میراث کا استعمال کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ بالخصوص اگر ورثاء میں نابالغ بھی ہو تو پھر معاملہ اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے کیونکہ نابالغ کی اجازت بھی شرعاً معتبر نہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یتیموں کا مال کھانے کو ’’پیٹ میں آگ بھرنے‘‘ سے تعبیر فرمایا ہے۔

تقسیمِ میراث میں ہونے والی کوتاہیاں:

ہمارے معاشرے میں میراث تقسیم کرنے کے حوالے سے جو کوتاہیاں پائی جاتی ہیں اُن میں سے چند مشہور صورتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں تا کہ اُنھیں پڑھ کر اپنی غلطی کا احساس ہو اور گناہ سے بچنے کی فکر پیدا ہو۔

والد کے ساتھ تعاون کرنے والے بیٹوں کا کاروبار پر قبضہ جمائے رکھنا:

جو بیٹے والد مرحوم کے ساتھ اُن کی زندگی میں کاروبار میں معاونت کرتے ہیں اور کاروبار سنبھالتے ہیں وہ اپنے والد کے انتقال کے بعد اس کاروبار کے مالک بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ شروع سے ہم نے کاروبار سنبھالا ہے لہٰذا یہ ہماری محنت ہے، یہ میراث میں شامل نہیں ہوگا۔ حالانکہ عموماً اس کاروبار میں بیٹوں کا اپنا ذاتی کوئی حصہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ اپنی محنت کا کچھ عوض لے کر کام کرتے ہیں، ایسی صورت میں شرعی لحاظ سے کاروبار والد ہی کا ہوتا ہے اس لیے دیگر مال و جائیداد کی طرح یہ بھی ترکہ میں شامل ہوگا۔ ہاں مرحوم کی میراث تقسیم کرتے وقت اگر کاروبار سنبھالنے والے بیٹوں کا حصہ اتنا بنے جتنی مالیت کا کاروبار ہے تو وہ اپنے حصہ میں کاروبار لے سکتے ہیں۔

گھر کے ساز وسامان پر بیوہ کا قبضہ کرنا:

بعض جگہ یہ ہوتا ہے کہ مرحوم کے کاروبار، کارخانے اور دکان وغیرہ پر تو لڑکے قبضہ کر لیتے ہیں اور گھر کا جتنا سامان ہوتا ہے وہ سب بیوہ کے قبضے میں آجاتا ہے اور بیوہ اس کی مالک بن کر بیٹھ جاتی ہے اور جس طرح چاہتی ہے اس میں تصرف کرتی ہے۔ جب تک بیوہ زندہ ہوتی ہے وہ میراث تقسیم نہیں کرتی بلکہ اس کو ماں کی نافرمانی میں شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ جس طرح لڑکوں کا جائیداد پر قبضہ کرنا ناجائز ہے اسی طرح بیوہ کا گھر کے سامان پر قبضہ کرنا اور تقسیم نہ کرنا بھی ناجائز ہے، بلکہ یہ تمام مال و جائیداد اور ساز وسامان ورثاء کا حق ہے اور باپ کے انتقال کے بعد ماں کی زندگی میں میراث تقسیم کرنے میں ماں کی نافرمانی ہرگز نہیں ہے، کیونکہ میراث کی تقسیم شریعت کا حکم ہے۔

بیوہ سے مہر معاف کرانا یا اس کو مہر دے کر میراث کا حصہ نہ دینا:

بعض جگہوں پر یہ رواج ہے کہ شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ سے زبردستی مہر معاف کروایا جاتا ہے اور وہ بیوہ بے

چاری مجبور ہوکر بادلِ ناخواستہ مہر معاف کر دیتی ہے۔ یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں بلکہ اگر اس طرح بیوہ اپنا مہر معاف کر دے تب بھی معاف نہیں ہوگا اور بیوہ کو مہر دینا ضروری ہوگا۔ بعض لوگ مہر تو معاف نہیں کرواتے لیکن شوہر کے انتقال کے بعد اس کو میراث میں سے حصہ نہیں دیتے بلکہ مہر دے کر جان چھڑا لیتے ہیں، یہ طریقہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ شرعی لحاظ سے مہر کا بیوی کے میراث کے حصہ سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا مہر الگ ادا کیا جائے گا اور میراث کا حصہ الگ دینا ضروری ہے۔

دوسری شادی کرنے کی صورت میں بیوہ کو میراث کا حصہ نہ دینا:

بعض جگہوں میں یہ دستور ہے کہ بیوہ اگر دوسرا نکاح کر لے تو اسے شوہر کی میراث سے محروم کر دیتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوہ یا تو تنہائی کی زندگی سے بچنے کے لیے دوسرا نکاح کر کے مال سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے یا اپنے حصۂ میراث کو محفوظ رکھنے کی خاطر دوسرا نکاح نہیں کرتی، عمر بھر بیوہ رہتی ہے اور طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتی ہے۔ یاد رکھیں کہ دوسرا نکاح کرنے سے بیوہ کا حقِ میراث ہرگز ختم نہیں ہوتا بلکہ دوسرے ورثاء کی طرح وہ بھی اپنے مقررہ حصے کی پوری پوری حق دار ہوتی ہے۔

دوسرے قبیلہ کی بیوہ کو میراث سے محروم کرنا:

بعض خاندانوں میں یہ رواج بھی ہے کہ جو عورت شوہر کے قبیلہ سے نہ ہو اُسے میراث کا حصہ نہیں دیتے، یہ بھی بہت بڑا ظلم اور جہالت ہے۔ بیوہ ہر حال میں اپنے شوہر کی میراث میں حصہ دار ہے خواہ وہ شوہر کے خاندان سے ہو یا کسی دوسرے خاندان سے۔

بہنوں کو میراث سے محروم کرنا:

یہ بدترین رسم تو اکثر دین دار گھرانوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ میراث میں بہنوں کو حصہ دار نہیں سمجھا جاتا اور یہ سمجھتے ہیں کہ باپ کی میراث میں صرف بیٹے حق دار ہیں، بیٹیوں کا کوئی حق نہیں۔ بعض لوگ جو بہنوں کو حصہ دار سمجھتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی طرح بہنوں سے ان کا حصہ معاف کروا لیتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ تم اپنے حصۂ میراث سے ہمارے حق میں دستبردار ہو جاؤ، چنانچہ بہنیں مجبور ہوکر زبانی طور پر یہ کہہ دیتی ہیں کہ ہم اپنا حصہ چھوڑتی ہیں، اس کے بعد بھائی یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہم اکیلے اس میراث کے حق دار ہیں۔ یاد رکھئے! یہ سراسر ظلم ہے، زمانہ جاہلیت کی رسمِ بد ہے اور اس میں خلافِ شرع ہندوؤں کی ظالمانہ رسم کی تائید وترویج ہے۔ اس طرح زبانی دستبرداری اور شرما شرمی میں معاف کرنے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور اس طرح معاف کرنے سے بہنوں کا حق ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی بھائیوں کے لیے بہنوں کا حصہ اپنے استعمال میں لانا حلال ہوتا ہے۔ لہٰذا بھائیوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کھائیں، اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی سے ڈریں

اور آخرت کی پکڑ سے بچتے ہوئے بہنوں اور دیگر تمام ورثاء کو ان کا پورا پورا حصہ علیحدہ علیحدہ کر کے عملاً اُن کے قبضہ میں دیں، اس کے بعد اُنھیں اختیار ہوگا کہ جہاں چاہیں خرچ کریں۔

شادی شدہ بہنوں کو میراث کا حصہ نہ دینا:

ایک بری رسم یہ بھی ہے کہ غیر شادی شدہ بہنوں کو تو میراث میں حصہ دے دیتے ہیں، لیکن شادی شدہ بہنوں کو میراث میں حصہ نہیں دیا جاتا اور اگر وہ مطالبہ کریں تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ والد صاحب نے تمھاری شادی کے موقع پر تمھارا جو جہیز تیار کر کے دیا تھا اس سے تمھارا حق ادا ہو گیا۔ خوب سمجھ لیجئے! یہ سوچ بھی بالکل غلط ہے۔ اوّل تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں لڑکیوں کا حصہ مقرر فرمایا ہے، اس میں غیر شادی شدہ ہونے کی کوئی قید نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ زندگی میں باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے وہ ہدیہ اور تحفہ ہے، اس کا میراث سے کوئی تعلق نہیں۔ میراث تو وہ مال ہے جو انسان مرتے وقت چھوڑ کر جاتا ہے اور اس میں سارے ورثاء اپنے اپنے حصوں کے مطابق حق دار ہوتے ہیں، اس لیے زندگی میں کسی وارث کو کچھ مال دینے سے میراث میں اس کا حصہ ختم نہیں ہوتا۔ لہٰذا شادی شدہ بہنیں بھی اپنے حصہ کی حق دار ہیں۔

مشترکہ ترکہ میں سے کوئی چیز یادگار کے طور پر رکھنا یا صدقہ کرنا:

بعض وارث ترکہ کی تقسیم سے پہلے میت کی یادگار کے طور پر کسی چیز کو معمولی سمجھ کر یا بابرکت سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیتے ہیں جس کی دوسرے ورثاء سے اجازت نہیں لی جاتی، اسی طرح میت کے ایصالِ ثواب کے لیے مشترکہ ترکہ میں سے مال خرچ کیا جاتا ہے، حالانکہ تمام ورثاء کی رضامندی کے بغیر اس طرح کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر ورثاء میں کوئی نابالغ ہو تو اس کی اجازت اور معافی بھی معتبر نہیں۔ ہاں اگر سب وارث عاقل و بالغ ہوں اور دلی رضامندی سے کسی وارث کو کوئی چیز دے دیں یا جائز طریقہ سے صدقہ کریں تو اس کی اجازت ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت کے مطابق عدل وانصاف کے ساتھ میراث تقسیم کرنے اور اس میں ہونے والی کوتاہیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مطبوعہ: ماہنامہ البلاغ، اکتوبر ۲۰۱۷ء)

☆......☆......☆

خطبات بہاولپور کا علمی جائزہ......اسلام اور موسیقی (قسط:۲)

علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

اسلام اور موسیقی:

پہلے اس عنوان پر جناب ڈاکٹر صاحب کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو اس کام (اذان) کے لیے منتخب فرمایا کیونکہ ان کی آواز سریلی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اذان کا طریقہ سکھایا اور یہ بھی بتایا کہ کس لفظ کو کھینچو، کس کو مختصر کرو، گویا موسیقی کی سریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سکھائیں۔'' (خطبات ص:۲۴۱، طبع چہارم)

۲۔ خطبہ ختم ہونے کے بعد سوال جواب کا سلسلہ شروع ہوا تو کسی نے مذکورہ بالا بیان کا حوالہ دے کر سوال کیا کہ موسیقی کی اسلام میں کس حد تک گنجائش ہے؟

ڈاکٹر صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''یہی نہیں، اور بہت سی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیقی کی اسلام میں ممانعت بالکل نہیں ہے۔ اگر ممانعت ہے تو اس بات کی کہ مثلاً نماز کے وقت موسیقی کا شغل جاری رکھا جائے، یا اس کا منشا ایسی تفریح ہو جو اخلاقی نقطۂ نظر سے بری سمجھی جاتی ہے۔'' (خطبات، ص:۲۵۲)

۳۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے مؤقف کو مثالوں سے واضح کرتے ہوئے آگے چل کر ارشاد فرمایا:

''قرآن مجید کی تلاوت بھی موسیقی ہی کی ایک شاخ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہیں کہ قرآن مجید کو معمولی نثری عبارت کی طرح نہ پڑھو بلکہ خوش الحانی سے پڑھو اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ نے کسی غنا، کسی گانے کی اجازت اتنی نہیں دی ہے جتنی قرآن کو اچھی آواز سے تلاوت کرنے کی۔''

(ص:۵۳۔۲۵۴)

۴۔ خطبہ نمبر ۹ کے سلسلۂ سوال و جواب میں کسی نے ڈاکٹر صاحب سے سوال کیا کہ پچھلے کسی لیکچر میں موسیقی کے بارے میں فرمایا کہ اسلام میں اس کی اجازت ہے۔ کیا ساز کی بھی اجازت ہے؟ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آلات مزامیر کو توڑنے کے لیے آیا ہوں۔ اس کا جواب ڈاکٹر صاحب نے یوں دیا:

''آپ مجھے اس حدیث کا حوالہ دیں۔ اگر حدیث صحیح ہوئی تو میں قبول کرنے کے لیے پوری طرح آمادہ ہوں۔ باقی رہے ساز، تو میری موسیقی دانی کا یہ عالم ہے کہ مجھے علم نہیں کہ ساز کسے کہتے ہیں؟'' (خطبات، ص: ۳۱۷)

۵۔ خطبہ نمبر ۱۲ کے سلسلہ میں سوال جواب کے دوران کسی صاحب نے پھر کہہ دیا کہ یہ بتایا گیا ہے کہ مسند احمد بن حنبل میں ایک حدیث ہے جس میں کم وبیش یہ الفاظ ہیں کہ خدا نے مجھ کو معازف اور مزامیر کو نابود کے کے لیے بھیجا ہے۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''جس طرح ہم حدیث پر عمل کرنے کے پابند ہیں اسی طرح اس بارے میں اوّلاً یہ بھی معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا یہ روایت صحیح بھی ہے یا نہیں۔ اس تحقیق کے ختم ہونے تک، جس کا مجھے یہاں وقت نہیں مل سکتا کوئی رائے اس مسئلے کے متعلق قائم نہیں کی جاسکتی۔ بہر حال حدیث کے تمام الفاظ پر دوبارہ غور کیجیے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہے کہ بتوں کی پوجا اور پرستش کے لیے گانا بجانا ہوتا ہے، میں اس کو محو کرنے کے لیے آیا ہوں۔''

محترم قارئین! موسیقی کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کے ارشادات آپ نے ملاحظہ فرما لیے۔ یہ اقتباسات ان کے خطبات کے مختلف مقامات سے لیے گئے ہیں اور بصد افسوس کہنا پڑ رہا ہے کہ نہ صرف یہ کہ زیر نظر موضوع پر ڈاکٹر صاحب کی معلومات ناقص ہیں، بلکہ گستاخی معاف! ان کے بیان میں علمی دیانت بھی مجروح ہوتی نظر آتی ہے۔ ہم ان اقتباسات کا نمبر وار تجزیہ کرتے ہیں اور اگر کہیں ہمارے لب ولہجہ میں تلخی وترشی محسوس ہو تو ہم پیشگی معذرت خواہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی بزرگی کا احترام بجا مگر اللہ کا دین کہیں زیادہ احترام کا مستحق ہے۔ آخر علم کی حمایت اور دین کا تحفظ، اخلاف کی ذمہ داری ہے۔

۱۔ اسلام میں اذان کا سلسلہ کیونکر جاری ہوا؟ اس کی تفصیل کتب حدیث میں سے ابوداوٗد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی میں آئی ہے۔ باقاعدہ اذان شروع ہونے سے پہلے ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مشورہ ہوا کہ لوگوں کو نماز کے لیے کیونکر جمع کیا جائے؟ مختلف تجویزیں سامنے آئیں، مگر کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ اس وقت تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ بآواز بلند کہہ دیا کرتے تھے: ''الصلوٰۃ جامعۃ'' اور لوگ نماز کے لیے جمع ہوجاتے تھے۔ اس دوران ایک انصاری صحابی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رات کو ایک خواب دیکھا، جس کا لُبِّ لباب یہ ہے کہ انھیں اذان کے معروف کلمات تلقین کیے گئے۔ صبح کی نماز سے پہلے انھوں نے کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوکر اپنا خواب عرض کیا۔ ادھر وحی الٰہی سے اس رؤیائے صادقہ کی تصدیق ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''انھا لرؤیا حق ان شاء اللّٰہ ، فقم مع بلال فالق علیہ ما رأیت ، فلیؤذن بہ فانہ اندیٰ صوتاً منک.''

ترجمہ: ''یہ خواب ان شاء اللہ سچا ہے۔ تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، تم نے جو کچھ دیکھا ہے، اسے بتاتے جاؤ، وہ اسے کہتا جائے کیونکہ وہ تم سے بلند آواز ہے۔''

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں بلال (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ میں یہ کلمات انھیں بتاتا رہا اور وہ پکار کر انھیں دہراتے رہے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی چادر گھسیٹتے ہوئے پہنچ گئے اور انھوں نے بھی اس طرح کا خواب بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فللّٰہ الحمد۔

یہ تفصیل مندرجہ بالا چاروں کتابوں میں موجود ہے اور ان میں سے کسی ایک میں یا ان کے علاوہ کسی اور کتاب میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا انتخاب سریلی آواز کی وجہ سے کیا گیا تھا، بلکہ اس بات کی تصریح ہے کہ وہ بلند آواز ہیں، اس لیے ان کا تقرر بطور مؤذن ہوا۔ دوسرا یہ کہیں مذکور نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے سُر بتائے تھے۔ بلکہ روایت میں تصریح ہے: ''فجعلت القیہ علیہ'' یعنی حضرت عبداللہ خود ہی کہلواتے رہے۔

اب پڑھیے اوپر دیے گئے اقتباس نمبر ایک کی عبارت اور اندازہ لگایئے کہ ڈاکٹر صاحب کا بیان حقیقت سے کتنا دور ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہیے!

۲۔ اب آپ اقتباس نمبر دو کی طرف آیئے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس فرمان نے ہمیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے کہ:

''موسیقی کی اسلام میں ممانعت بالکل نہیں ہے''

حیرت اس بات پر ہے کہ ایک فاضل آدمی اتنی بڑی جسارت کیونکر کر سکتا ہے کہ وہ ناجائز کو جائز اور حرام کو حلال قرار دیتا ہے۔ اس مسئلہ پر نئی اور پرانی بہت سی کتابیں لکھی ہوئی ملتی ہیں۔ ہم قارئین کو مشورہ دیں گے کہ اگر وہ ضرورت سمجھتے ہوں تو درج ذیل دو کتابچوں کا مطالعہ فرمائیں:

۱۔ اسلام اور موسیقی۔ از حضرت مفتی محمد شفیعؒ (صاحب تفسیر معارف القرآن)

۲۔ مسائل سماع۔ از فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں (بانی بریلوی مکتب فکر)

ہمارے لیے اس وقت تفصیل میں جانا ممکن نہیں۔ مختصراً چند معروضات سنیے۔

موسیقی کے لفظی معنی ہیں، مخصوص قواعد کے تحت گانا بجانا۔ اسی کے لیے عربی زبان میں غناء کا لفظ استعمال ہوتا

ہے۔ بنی نوع انسان میں جہاں دوسری برائیاں رائج چلی آ رہی ہیں، وہاں موسیقی بھی ایک ایسی برائی ہے جو ایک باقاعدہ فن کی حیثیت سے جڑ پکڑ چکی ہے۔ اس فن کے ماہرین نے چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں چھوڑیں۔ جہاں تک شریعت مقدسہ کا تعلق ہے، وہ انسان کو نیکی کی راہ پر چلاتی ہے اور بدی سے دور رکھتی ہے۔ اب توجہ سے سنیے کہ موسیقی کے بارے میں وہ کیا ہدایات دیتی ہے۔

(ا) یہ عالم ہست و بود، متضاد اشیاء سے مرکب ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے: رات اور دن، گرمی اور سردی، نور اور ظلمت، نیکی اور بدی...... وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر کوئی آدمی پوچھے کہ قرآن اور قرآنی تعلیمات کا متضاد کیا ہے تو اس کا جواب ہماری زبان سے نہیں، خود قرآن سے سنیے۔ کھولیے پارہ نمبر ۲۱، سورۂ لقمان۔ بسم اللہ سے پڑھنا شروع کیجیے۔ آغاز میں فرمایا گیا ہے:

تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ . هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ. (سورۂ لقمان: ۲،۳)

جس سے معلوم ہوا:

۱۔ قرآن کریم، علم و دانش کا گنجینہ ہے۔

۲۔ یہ ہدایت کا نصاب کامل ہے، جس کے ہوتے ہوئے نہ تو عقل کی بھول بھلیوں میں جانے کی ضرورت ہے، نہ دائیں بائیں جھانکنے کی ضرورت۔

۳۔ یہ سراپا رحمت ہے۔ اس کے بعد اور کیا چاہیے؟ پس سب کچھ ہی تو مل گیا۔

۴۔ یہ نعمت کن لوگوں کا نصیب ہے؟ ان کا جن کے دل نیک جذبات سے بھرپور ہیں، جن کے خیالات پاک، اعمال پاک، گویا نیکوکاری ان کی فطرت اور جبلت بن چکی ہے۔

۵۔ آگے ان کے چند اوصاف کا ذکر فرمایا کہ وہ اللہ سے لو لگانے والے اور اپنی ہاتھ کی کمائی کو راہ مولیٰ میں خرچ کرنے والے ہیں۔ ان کی نگاہ دنیا کے سود و زیاں پر نہیں ہوتی۔ آخرت ان کا مطمحِ نظر ہوتی ہے۔

۶۔ وہ دنیا میں زندگی گزار رہے ہوتے ہیں، تو راہِ حق پر گامزن ہوتے ہیں اور آخرت میں فوز و فلاح ان کا مقدر ہوگا۔

اس کے بالمقابل ہے ''لهو الحدیث'':

''**لهو الحدیث**'' سے کیا مراد ہے؟ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا: اس سے مراد ہے راگ باجا۔ یہی تفسیری اور کئی اَجلّہ صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہم اور کئی ایک تابعین سے منقول ہے۔ دیکھیے تفسیر ابن کثیر، مدارک اور بغوی وغیرہ۔ جب راگ باجا، قرآن پاک کے مقابل ٹھہرا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ سراسر گمراہی، اللہ کی رحمت سے دوری کا سبب اور بدکاروں کا حصہ ہے۔

(ب) شیطانی آواز: قرآن کریم کی سورۂ اسراء، آیت: ۶۲ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جب شیطان، اپنی سرکشی کی وجہ سے بارگاہِ خداوندی سے مردود ہوا تو اس نے پھر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں اولادِ آدم میں سے تھوڑے سے لوگوں کے سوا سب کو اپنے دام میں کرلوں گا۔ ادھر سے ارشاد ہوا: جا مردود! جو تیرے پیروکار ہوں گے، میں تیرے سمیت انھیں جہنم میں ڈالوں گا اور ان میں سے جس جس پر تیرا بس چلے، تو اپنی آواز کے ذریعے اس کو ورغلا لے اور اپنی سوار اور پیادہ فوج کو ان پر چڑھالا، ان کے اموال و اولاد میں حصہ دار بن جا اور انھیں جھوٹے وعدوں کے ذریعے بہلا لے۔

اب سوال یہ ہے کہ: ''وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِکَ ''(بنی اسرائیل، آیت: ۶۴) میں ''بصوتک''، یعنی ''شیطانی آواز'' سے کیا مراد ہے؟ تو پاک و ہند کے علاوہ دیگر بلادِ اسلامیہ میں بھی پڑھائی جانے والی تفسیر جلالین میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

''بدعائک بالغناء والمزامیر و کل داع الی المعصیة''

ترجمہ: راگ اور باجوں کے ذریعہ تیرا ان کو بلانا اور ہر وہ چیز جو (اللہ کی) نافرمانی کی طرف بلانے والی ہو۔

تفسیر بغوی اور ابن کثیر وغیرہ میں امام مجاہد تابعیؒ کا تفسیری قول نقل کیا گیا ہے:

''بالغناء والمزامیر''

غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ کا قرآن راگ باجے کو ''**لھو الحدیث**'' اور شیطان کی آواز قرار دیتا ہے، مگر قرآن پر ایمان رکھنے والے کچھ لوگ ان چیزوں کو جائز قرار دیتے ہیں۔

شریعت مقدسہ کا دوسرا سرچشمہ ہے حدیث شریف۔ اب ہم اس کی طرف آتے ہیں کہ حدیث شریف کی رُو سے موسیقی کا کیا حکم ہے؟ توجہ فرمایئے۔

پہلی حدیث:

''لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونها بغیر اسمها یعزف علٰی رؤسهم بالمعازف و القینات یخسف اللّٰه بهم الارض و یجعل منهم القردة والخنازیر.''

(جامع صغیر، ج:۲، ص:۱۳۹ بحوالہ ابن ماجہ، صحیح ابن حبّان، طبرانی وبیہقی)

ترجمہ: ''میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر اسے پییں گے۔ ان کے سروں پر باجے بجائیں گے۔ گانے والی عورتیں موجود رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے کچھ کو زمین میں دھنسا دے گا اور کچھ کی شکلیں بگاڑ کر انھیں بندر اور سور بنادے گا۔''

الفاظ کے کچھ تفاوت کے ساتھ یہی روایت بخاری شریف میں بھی آئی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

''**لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر و الحریر والخمر والمعازف**''(بخاری،ص:۸۳۷)

ترجمہ: ''ضروری میری امت میں کچھ لوگ ہوں جو بدکاری، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔''

آگے پھر اس روایت میں بھی خسف اور مسخ کا ذکر آیا ہے۔

قارئین غور فرمائیں کہ ''حلال سمجھیں گے'' کا لفظ کیا بتا رہا ہے اور پھر اس مختصر سی فہرست پر بھی غور کریں، زنا کاری، مردوں کا ریشم پہننا، شراب پینا کس درجہ کے قبیح جرائم ہیں۔ان کے ساتھ ''باجے بجانے'' کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔

یہاں یہ بھی ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ باجے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک وہ جو منہ سے بجائے جاتے ہیں، ان کے لیے مزامیر کا لفظ آتا ہے، یہ جمع ہے مزمار کی۔مثال کے طور پر بانسری، شہنائی، الغوزہ، مرلی وغیرہ۔دوسرے وہ جو ہاتھ سے بجائے جاتے ہیں ان کے لیے عربی زبان میں معازف کا لفظ آتا ہے مثلاً سارنگی، بربط، طبلہ، نقارہ وغیرہ۔

شرعی حکم دونوں کا یکساں ہے۔احادیث میں کہیں معازف کا لفظ آیا ہے، کہیں مزامیر کا اور کہیں دونوں کا۔

دوسری حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**ان اللّٰہ حرم علَیَّ الخمر والمیسر والکوبۃ**''

(سنن ابوداؤد، کتاب الاشربہ، باب: حدیث وفد عبدالقیس)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام فرمادیا ہے شراب، جوئے اور باجے (طبلے) کو۔''

اس کے ہم مطلب روایت اسی ابوداؤد شریف میں ایک صفحہ پہلے نقل ہوئی ہے جس کا ترجمہ یوں ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب، جوئے، طبلے اور طنبور سے رکاوٹ فرمائی۔''

تیسری حدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''**ان اللّٰہ بعثنی رحمۃً للعالمین و ھدًی للعالمین و امرنی ربی عزَّ و جلَّ بمحق المعازف والمزامیر والاَوثان والصلب وامر الجاھلیۃ**''(مسند احمد، مبوب، ج:۱۷، ص:۲۳۲)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے جہان والوں کے لیے رحمت اور ہدایت کا سرچشمہ بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمام باجوں، بتوں، صلیبوں اور زمانۂ کفر کی رسوم کو مٹادوں۔''

یہ حدیث مشکوٰۃ میں بھی موجود ہے۔

اس کے ساتھ کی ایک روایت فردوس دیلمی کے حوالہ سے کنوز الحقائق میں موجود ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

''امرت بهدم الطبل والمزمار'' (کنوز الحقائق برحاشیہ جامع صغیر، ص:۵۳)

ترجمہ: ''مجھے طبلہ اور بانسری یعنی ہاتھ اور منہ سے بجانے والے تمام باجوں کے نیست و نابود کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

متعدد روایات اور بھی اس سے ملتے جلتے مضمون کی مختصر کنز العمال میں موجود ہیں۔

چوتھی حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''صوتان ملعونان فی الدنیا والأخرة مزمار عند نعمة و رنة عند مصيبة''

(جامع صغیر از علامہ سیوطیؒ مع رمز صحیح)

ترجمہ: ''دو آوازیں دنیا و آخرت میں لعنتی ہیں۔ خوشی کے وقت باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت ماتم کی آواز۔''

پانچویں حدیث:

کتب حدیث میں متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اس مضمون کی روایت منقول ہے کہ جب اُمت میں مختلف برائیاں عام ہو جائیں گی، تو اس وقت امت میں خسف (یعنی زمین میں دھنس جانا)، مسخ (یعنی شکل بگڑ جانا)، قذف (یعنی سنگ باری ہونا) کے عذاب آئیں گے۔ ہم یہاں پر صرف ایک روایت، جو نسبتاً مختصر ہے، نقل کر دیتے ہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں یہ تینوں عذاب آئیں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کب ایسا ہوگا؟ فرمایا:

''اذا ظهرت القيان والمعازف و شربت الخمور'' (ترمذی، ج:۲، ص:۴۴)

ترجمہ: ''جب گانے والی عورتیں اور باجے پھیل جائیں گی اور شرابیں پی جائیں گی۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتیں اسی ترمذی میں موجود ہیں۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ابن ماجہ میں آئی ہے۔ پیچھے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث نمبر ایک بھی آ چکی ہے۔ حضرت ابو سعد خُدری رضی اللہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس طرح کی روایات منقول ہیں۔

ان تمام روایات سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ راگ باجے قطعی طور پر حرام ہیں۔

اقوال بزرگاں:

مسئلہ زیرِ بحث کے بارے میں اگر ائمہ دین اور علماءِ اُمّت کے اقوال جمع کیے جائیں تو بلاشبہ ایک ضخیم دفتر تیار ہو جائے گا جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے، اس لیے ہم کتبِ فقہ کی عبارات کو نظر انداز کرتے ہوئے یہاں حضرت صوفیاءِ کرام کے دو چار اقوال نقل کیے دیتے ہیں۔

بعض لوگ دو غلط فہمیوں کا شکار ہیں، ایک تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ موسیقی کے بارے میں فقہاء تو تشدد برتتے ہیں، مگر صوفیاءِ کرام اس بارے میں بہت نرم واقع ہوئے ہیں۔ دوسرا یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دیوبندی مکتبِ فکر کے علماء تو سختی دکھاتے ہیں، مگر بریلوی مکتبِ فکر کے بزرگان نرمی دکھاتے ہیں۔ یہ دونوں خیال قطعی غلط اور خلافِ واقعہ ہیں۔ توقع ہے کہ آئندہ سطور میں ان غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کے خلیفۂ اجل حضرت ابو علی رودباریؒ، جن کے بارے میں تصوف کے امام شیخ ابو القاسم قشیریؒ فرماتے ہیں: ''**ھو اعلمھم بالطریقۃ**'' کہ وہ طریقت کے سب سے بڑے عالم تھے، ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مزامیر سنتا ہے اور کہتا ہے یہ میرے لیے حلال ہیں اس لیے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کے اختلاف کا مجھ پر اثر نہیں ہوتا۔ فرمایا: ''**نعم قد وصل و لکن الی سقر**'' ہاں پہنچا تو ضرور مگر جہنم تک (العیاذ باللہ)۔ (رسالہ قشیریہ ص: ۳۴)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی یہ حوالہ اپنے رسال مقال العرفاء، ص: ۳۰ میں نقل کیا ہے۔ فاضل بریلوی، ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

> ''خالی قوالی جائز ہے۔ اور مزامیر حرام...... حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں: ''مزامیر حرام است'' حضرت مخدوم شرف الملّت والدّین یحییٰ منیری قدس سرہٗ نے مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار کیا ہے۔'' (رسالہ احکام شریعت، ص: ۱۶۱)

سیرُ الاولیاء، جو حضرت شیخ نظام الدین اولیاء دہلویؒ کے خلیفہ مولانا محمد بن مبارک علویؒ کی تالیف (بزبان فارسی) ہے، اس میں ایک عجیب حکایت لکھی ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

> ''ایک صاحب نے حضرت سلطان المشائخؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض آستانہ دار درویشوں نے ان دنوں ایک ایسے مجمع میں جس میں چنگ، رباب اور مزامیر تھے، رقص کیا۔ فرمایا: انھوں نے ٹھیک نہیں کیا۔ جو چیز نامشروع ہے، وہ ناپسندیدہ ہے۔ اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں نے رکاوٹ کی ہے کہ مزامیر اور دوسرے محرمات (ناجائز آلات) درمیان میں نہیں ہونے چاہئیں۔'' (مسائل سماع، ص: ۶۔۷)

فاضل بریلوی آگے چل کر سیر الاولیاء ہی کے حوالہ سے حکایت بالا کا تتمہ یوں نقل کرتے ہیں:

ترجمہ: ''اس کے بعد ایک صاحب نے ان کا یہ عذر گزارش کیا کہ جب وہ طائفہ صوفیہ اس جگہ سے باہر آیا، لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ ایسے مجمع میں جہاں مزامیر تھے، تم نے سماع کیسے سنا؟ اور کیوں کر رقص کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ سماع میں ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں خبر ہی نہیں تھی کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں۔ حضور سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا: یہ جواب بھی کچھ نہیں۔ یہ عذرِ باطل تو تمام معصیتوں پر ہوسکتا ہے۔''

فاضل بریلوی نے یہ جواب نقل کر کے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے:

''یعنی آدمی شراب پیئے اور کہہ دے، مجھے خبر ہی نہ تھی کہ یہ شراب ہے یا شربت۔ ماں کے ساتھ زنا کرے اور کہہ دے میں تو ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ یہ معلوم ہی نہ کر سکا کہ یہ ماں ہے یا بیوی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔'' (مسائل سماع، ص: ۲۷، ۲۸)

آخر میں فاضل بریلوی کے اسی رسالہ ''مسائل سماع'' سے ایک اقتباس اور پڑھ لیجیے:

''فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر نے اپنے فتاویٰ میں ثابت کیا ہے کہ ان پیروان ہوائے نفس کا حضرات اکابر چشت قدست اسرارھم کی طرف سماع مزامیر کی نسبت کرنا محض دروغ بے فروغ ہے۔ ان کے اعاظم اجلّہ تصریح فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر افترا ہے۔ بعض جہال بدمست، یا نیم ملا ہوس پرست، یا جھوٹے صوفی بدست، جو احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ کلمے پیش کرتے ہیں، انھیں اتنی عقل نہیں...... یا قصداً بے عقل بنتے ہیں...... کہ صحیح کے مقابل ضعیف، متعیّن کے آگے محتمل، محکم کے سامنے متشابہ واجب الترک ہے۔ پھر کہاں قول، کہاں حکایت فعل، کجا محرم، کجا مُبیح؟ ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح...... مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے؟ کاش! گناہ کرتے اور گناہ جانتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں۔ اپنے لیے حرام کو حلال بنالیں۔'' (رسالہ مذکورہ، ص: ۷۔۸)

اقتباس نمبر ۳:

ڈاکٹر صاحب نے بڑا غضب ڈھایا ہے یہ فرما کر کہ قرآن مجید کی تلاوت موسیقی ہی کی ایک شاخ ہے۔ **سبحنک ھذا بھتان عظیم**۔ ہم اس سلسلہ میں ایک حدیث شریف اور پھر اس کی تشریح ایک ایسے محدث کے الفاظ میں نقل کریں گے جو فقط محدث ہی نہیں تھے بلکہ بلند پایہ صوفی بھی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اقرء وا القرآن بلحون العرب و اصواتها. و ایاکم و لحون اهل العشق و لحون اهل الکتابین. و سیجیء بعدی قوم یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء و النوح ، لا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم و قلوب الذین یعجبهم شانهم''

(رواہ البیہقی ورزین، مشکوٰۃ المصابیح، ص:۱۹۱)

ترجمہ: ''تم قرآن کو عربوں کے لہجوں اور آوازں میں پڑھا کرو اور عشق مزاج لوگوں اور تورات، انجیل والوں کے لب و لہجہ سے بچ کر رہو۔ میرے بعد وہ لوگ آئیں گے جو راگ اور بین کے انداز میں زبان کو پھیر پھیر کر قرآن کو پڑھیں گے۔ قرآن ان کے گلوں سے آگے نہیں جائے گا۔ ان کے دل بھی فتنے میں پڑے ہوئے ہوں گے اور ان لوگوں کے دل بھی جنھیں ان کی یہ ادا پسند آتی ہوگی۔''

اب اس کی مختصر تشریح حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کی زبانی سنیے۔ یہ وہ محدّث کبیر ہیں جن کے فیضان سے گیارہویں صدی ہجری کے آغاز میں برصغیر کی تاریک فضا میں علمِ حدیث کا نور پھیلا۔ وہ فرماتے ہیں:

''مراد بلحون عرب تحسین صوت و تطریب اوست بے تکلف در رعایت قوانین موسیقیہ باعانت طبیعت۔ و مراد بلحون اہل عشق، آنچہ مے کنند مردم در مغازلہ نساء و محادثۂ ایشاں در اشعار از رعایت قواعد موسیقی و تکلف دراں۔'' (اشعۃ اللّمعات، شرح فارسی مشکوٰہ، ج:۲، ص:۱۵۵)

ترجمہ: ''عربوں کے لہجوں سے مراد یہ ہے کہ قوانین موسیقی کا لحاظ کیے بغیر محض اپنی طبیعت کی امداد سے آواز کو بنا سنوار کر پڑھا جائے۔ اور اہلِ عشق کے لہجوں سے مراد وہ انداز ہے جو لوگ غزل خوانی کرتے ہوئے اور عورتوں سے بات چیت کرتے ہوئے قواعد موسیقی کا لحاظ کرتے ہوئے تکلف کے ساتھ اختیار کرتے ہیں۔''

حاصل اس حدیث اور اس کی تشریح کا یہ ہے کہ سادہ، فطری خوش آوازی کے ساتھ قرآن پاک کا پڑھنا اور قواعد موسیقی کے تحت تلاوت کرنا دو مختلف چیزیں ہیں۔ پہلی کا حکم دیا گیا ہے اور متعدد روایات میں اس کا حکم آیا ہے۔ دوسری ممنوع ہے، اس سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔ اب جو شخص اس فرق کو نظر انداز کرتے ہوئے کھینچ تان کر تلاوتِ قرآن مجید کو موسیقی کی شاخ بتاتا ہے، نہیں کہا جاسکتا کہ وہ حق سے اتنا دور کیوں چلا گیا؟

اقتباس نمبر۴:

ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد فرمانا کہ ''مجھے علم نہیں کہ ساز کسے کہتے ہیں؟'' تعجب خیز ہی نہیں مضحکہ خیز بھی ہے۔ اب

اگر یہ حقیقت ہے تو انھیں اس مسئلہ میں رائے قائم کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا اور اگر یہ غلط ہے تو انھیں گلوخلاصی کے لیے یہ انداز اختیار کرنا زیب نہیں دیتا تھا۔ بہرصورت ہم مزید اس عنوان پر کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال

اقتباس نمبر۵:

ڈاکٹر صاحب سے ایک حدیث کا حوالہ دے کر سوال کیا گیا تو اوّلاً انھوں نے حدیث کی صحت کو مشکوک بنانے کی کوشش کی۔ ثانیاً انھوں نے تحقیق کا موقع نہ مل سکنے کا عذر پیش کیا۔ ثالثاً انھوں نے ایک من گھڑت تاویل سے کام چلانے کی سعی فرمائی۔ ہمیں تعجب ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بالکل وہی روش اختیار کی جو ایک پہلوان اکھاڑہ جیتنے کے لیے اختیار کرتا ہے کہ کسی نہ کسی پینترے سے میدان سر کرنا ہے۔ اوپر اقتباس نمبر میں جو خط کشیدہ جملہ ہے، اس کو دوبارہ پڑھ لیجیے۔ اس سوال کے جواب میں جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یہ وہ حدیث ہے جو ہم نے حرمتِ موسیقی کے دلائل دیتے ہوئے ''تیسری حدیث'' کے عنوان سے نقل کی ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میرے رب نے چار چیزوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے: (۱) موسیقی کے آلات یعنی باجے (۲) بت (۳) صلیب (۴) رسوم جاہلیت۔

یہ فرمان بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ یہ ارشادِ خداوندی ہے:

''اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ'' (سورۃ المائدہ:۹۰)

ترجمہ: ''بے شک شراب، جوا، بت اور فال نکالنے کے تیر، گندگی اور شیطانی کام ہیں تو ان سے بچ کر رہو۔''

اب کوئی جاہل ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ شراب وہ حرام ہے جو بت پرستی کے وقت پی جائے، جوا وہ حرام ہے جو بتوں کی پرستش کے وقت کھیلا جائے۔ یہ چاروں کام بیک وقت کیے جائیں تو حرام اور ناجائز ہیں ورنہ تو نہیں۔ اگر کوئی شخص بدرستی ہوش وحواس یہ بات منہ سے نہیں نکال سکتا تو دنیا کو کون سی منطق اس بات کو درست قرار دے سکتی ہے کہ حدیث بالا میں ذکر فرمودہ چاروں کام اکٹھے کیے جائیں تو ممنوع اور حرام ہیں، ورنہ تو نہیں؟

☆......☆......☆

متلاشیانِ حق کے لیے دعوتِ فکر و عمل

مکتوب نمبر:٦

ڈاکٹر محمد آصف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز احمدی دوستو!

اس بات پر تبصرے کر کے خوش ہوتے رہنا اور اسے اپنی صداقت کی دلیل بنانا خود فریبی کہ جو علماء ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے آئے ہیں لہٰذا ان کے فتوؤں کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ اس دلیل کی مثال بالکل ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ چونکہ بعض عطائیوں اور ڈاکٹروں نے کچھ لوگوں کا غلط علاج کیا ہے اس لیے اب کوئی ڈاکٹر مستند نہیں رہا اب پوری میڈیکل سائنس ہی ناکارہ ہوگئی ہے اور وہ طبی آراء بھی قابل اعتبار نہیں ہیں جن پر تمام دنیا کے ڈاکٹر متفق ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ فتوے اپنے اپنے مکاتب فکر کی مکمل نمائندگی نہیں کرتے، یعنی ایسا نہیں ہے کہ جن مکاتب فکر سے وہ تعلق رکھتے ہیں وہ پورا مکتب فکر ان فتووں سے متفق ہو اس کے بجائے ہر مسلمان مکتب فکر میں محقق اور اعتدال پسند علماء نے ہمیشہ اس بے احتیاطی اور عجلت پسندی سے شدید اختلاف کیا ہے۔ جو اس قسم کے فتووں میں روا رکھی گئی ہے لہٰذا ان چند فتاویٰ کو پیش کر کے یہ تاثر دینا بالکل غلط بے بنیاد اور گمراہ کن ہے کہ یہ سارے مکتب فکر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اس کے بجائے حقیقت یہ ہے کہ ہر مکتب فکر میں چند لوگ دوسرے کی مخالفت میں اتنی شدت دکھا جاتے کے وہ کفر کی حد تک پہنچ جائے لیکن اسی مکتب فکر میں بڑی تعداد ایسے علماء کی ہے جنہوں نے فروعی اختلافات کو ہمیشہ اپنی حدود میں رکھا اور ان حدود سے نہ صرف یہ کہ تجاوز نہیں کیا بلکہ اس کی مذمت کی ہے اور عملاً یہی محتاط اور اعتدال پسند طبقہ ہی علماء کے اصل نمائندے ہیں۔ جس کی واضح مثال یہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں کا کوئی مشترک مسئلہ پیدا ہوا ہے ان تمام مکاتب فکر کے مل بیٹھنے میں بعض حضرات کے فتوے کبھی رکاوٹ نہیں بنتے۔

جب بھی اسلام اور مسلمانوں کا کوئی مشترکہ مذہبی مسئلہ سامنے آیا تو ان کے باہمی اختلافات اجتماعی موقف اختیار کرنے میں کبھی رکاوٹ ثابت نہیں ہوئے اس طرز عمل پر غور کرنے سے چند باتیں کھل کر سامنے آجاتی ہیں۔ اول یہ کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے انفرادی حیثیت رکھتے ہیں کسی مکتب فکر کی نمائندہ حیثیت نہیں ورنہ یہ مکاتب فکر کبھی بحیثیت مسلمان جمع نہ ہوتے۔ دوسرے یہ کہ ہر مکتب فکر میں غالب عنصر وہی ہے جو فروعات کو فروعات ہی کے دائرے میں رکھتا ہے اور آپس کے اختلافات کو تکفیر کا ذریعہ نہیں بناتا۔

تیسرے یہ کہ اسلام کے بنیادی عقائد جو واقعتاً ایمان اور کفر میں حد فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں ان میں یہ سب لوگ متفق ہیں۔ لہٰذا اگر کچھ حضرات نے تکفیر کے سلسلہ میں غلو اور تشدد کی روش اختیار کی ہے تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جاسکتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی شخص کافر ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ سب لوگ مل کر بھی کسی کو کافر کہیں تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

کیا دنیا میں عطائی قسم کے لوگ علاج کر کے انسانوں پر مشق ستم نہیں کرتے؟ بلکہ کیا ماہر سے ماہر ڈاکٹر سے بھی غلطی نہیں ہوتی؟ لیکن کبھی کوئی انسان جو عقل سے بالکل ہی معذور نہ ہو یہ کہہ سکتا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی سزا کے طور پر ڈاکٹروں کے طبقے کی کوئی بات قابل تسلیم نہیں ہونی چاہیے۔ کیا عدالتوں کے فیصلوں میں ججوں سے غلطیاں نہیں ہوتیں؟ یا ججوں کا کوئی فیصلہ مانا ہی نہ جائے؟ کیا مکانات، سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر میں انجینئر غلطی نہیں کرتے؟ لیکن کبھی کسی ذی ہوش نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ان غلطیوں کی بنا پر تعمیر کا ٹھیکہ انجینئروں کی بجائے گورکنوں کو دے دیا جائے؟ پھر یہ کہ اگر چند جزوی نوعیت کے فتوؤں میں بے احتیاطیاں یا غلطیاں ہوئی ہیں تو اس کا مطلب یہ کیسے نکل آیا کہ اب اسلام اور کفر کے فیصلے قرآن وسنت کے بجائے مرزا قادیانی کی انفرادی آراء کی بنیاد پر کرنے چاہییں۔

یہ بات بھی واضح ہو جانی چاہیے کہ بعض مسائل میں آرا کا اختلاف نہ مضر ہے نہ اس کے مٹانے کی ضرورت ہے اور نہ مٹایا جاسکتا ہے۔ اختلاف رائے نہ وحدت اسلامی کے منافی ہے نہ کسی کے لیے مضر بلکہ اختلاف رائے ایک فطری اور طبعی امر ہے، جس سے نہ کبھی انسانوں کا گروہ خالی رہا نہ رہ سکتا ہے۔ کسی جماعت میں ہر کام اور ہر بات میں مکمل اتفاق رائے صرف دو صورتوں میں ہوسکتا ہے ایک یہ کہ ان میں کوئی سوجھ بوجھ والا انسان نہ ہو جو معاملہ پر غور کر کے کوئی رائے قائم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اس لیے ایسے مجمع میں ایک شخص کوئی بات کہہ دے تو دوسرے سب اس پر اس لیے اتفاق کر سکتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی رائے اور بصیرت ہی نہیں۔ دوسرے اس صورت میں مکمل اتفاق رائے ہوسکتا ہے کہ مجمع کے لوگ ضمیر فروش اور خائن ہوں کہ ایک بات کو غلط اور مضر جانتے ہوئے محض دوسروں کی رعایت سے اختلاف کا اظہار نہ کریں اور جہاں عقل بھی ہو اور دیانت بھی یہ ممکن نہیں کہ ان میں اختلاف رائے نہ ہو اس سے معلوم ہوا اختلاف رائے عقل و دیانت سے پیدا ہوتا ہے اس لیے اس کو اپنی ذات کے اعتبار سے مذموم نہیں کہا جاسکتا۔

اسلام میں مشورہ کی تکریم اور تاکید فرمانے کا یہی منشا ہے کہ معاملہ کے متعلق مختلف پہلو اور مختلف آراء سامنے آجائیں تو فیصلہ بصیرت کے ساتھ کیا جاسکے۔ انتظامی اور تجرباتی امور میں تو اختلاف رائے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں آپ کی مجلس میں بھی ہوتا رہا اور خلفاء راشدین اور عام صحابہ کرام کے عہد میں امور انتظامیہ کے علاوہ جب نئے نئے حوادث اور شرعی مسائل سامنے آئے جن کا قرآن وحدیث میں صراحتاً ذکر نہ تھا یا قرآن پاک کی ایک آیت کا دوسری آیت سے یا ایک حدیث کا دوسری حدیث سے بظاہر تعارض نظر آیا اور ان کو قرآن وسنت کی نصوص میں غور کر کے تعارض کو رفع کرنے اور شرعی مسائل کے استخراج میں اپنی رائے اور قیاس سے کام لینا پڑا تو ان میں اختلاف رائے ہوا جس کا ہونا عقل و دیانت کی بنا پر ناگزیر تھا۔

میرے محترم! خود جماعت احمدیہ میں بھی کتنے فرقے بن چکے ہیں۔ایک قادیان والی پارٹی ہے دوسری لاہوری گروپ ہے ان دونوں گروپوں میں نہ صرف بنیادی و اعتقادی اختلافات ہیں بلکہ وہ ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے بھی شائع کرتے رہے ہیں۔ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر (جو سب کے سب مرزا غلام احمد صاحب کے بہترین ساتھی اور صحبت یافتہ تھے) جن سنگین الزامات کی بوچھاڑ کی وہ نہایت چشم کشا اور ہوش ربا ہیں۔ (اس سلسلہ میں مباحثہ راولپنڈی ضرور ملاحظہ فرمائیں) احمدیت اپنے تمام تنظیمی ڈسپلن اور مالی وسائل کے باوجود شروع ہی سے انتشار اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہی اور یوں اس میں بہت سے فرقے بنتے چلے گئے۔ یہ سب فرقے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں لیکن ایک دوسرے سے شدید اختلاف رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔

تیسرا فرقہ: جماعت احمدیہ اصلاح پسند یہ لوگ عبدالغفار جنبہ کے پیروکار ہیں۔اس کا دعویٰ ہے کہ وہ زکی غلام، مسیح الزمان اور خلیفۃ اللہ ہے۔ان کی ویب سائٹ www.alislam.org ہے۔

چوتھا فرقہ۔ گرین احمدیت کہلاتا ہے اس کے بانی مرزا رفیع احمد تھے جو اپنے آپ کو ایوب احمدیت اور مجدد صدی کہتے ہیں۔ ان کی ویب سائٹ http://greenahmdi.yat.org ہے۔

پانچواں فرقہ ''جماعت الصحیح الاسلام'' کہلاتا ہے اس کے قائد منیر احمد عظیم ہیں وہ بھی مسیح اور خلیفۃ اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ان کی ویب سائٹ www.jamaat-ul-sahih-al-islam.com

چھٹا فرقہ۔ ''جماعت احمدیہ المسلمین'' کہلاتا ہے اس کے قائد ظفر اللہ دومن صاحب ہیں یہ بھی خلیفۃ اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں احمدیت کے سچے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسرے احمدیوں کو بھٹکا ہوا سمجھتے ہیں۔

ان کی ویب سائٹ www.jaam-international.org ہے۔(یہ ویب سائٹ پاکستان میں پراکسی سے اوپن ہوگی)۔

ساتواں فرقہ۔ ''جماعت احمدیہ حقیقی'' کہلاتا ہے۔اس کے قائد ناصر احمد سلطانی ہیں ناصر احمد سلطانی بھی خلیفہ اللہ اور مصلح ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور پگڑی بھی مرزا غلام احمد کی طرح باندھتے ہیں۔ (مرزا مسرور کے پیروکاروں میں سے بہت سے لوگوں نے ان کی بیعت کی ہے)۔ان کی ویب سائٹ http://al-ahmadiyyat.com/official/ ہے۔

آٹھواں فرقہ: احمدیت کا یہ فرقہ ''انوار الاسلام'' کہلاتا ہے اور یہ نائیجریا میں ہے۔

میرے محترم! یہ سب بیان کرنے کا مقصد کوئی طعن و تشنیع نہیں صرف اتنی گزارش ہے کہ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن اور ٹھنڈے دل کے ساتھ مرزا صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں ہر بات کا پہلے سے تراشا ہوا جواب ڈھونڈنے کے بجائے دیانتداری سے دونوں طرف کے دلائل دیکھیں۔

والسلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ

منجانب: آپ کا ایک خیر خواہ

نام کتاب: ماہنامہ ''المدینہ'' مدیر: قاری حامد محمود قیمت خصوصی شمارہ: 500 **(مبصر: ابن سیف سنجرانی)**

خط کتابت: ماہنامہ المدینہ، صائمہ ٹاورز، روم نمبر A-205، سیکنڈ فلور آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی

ماہنامہ ''المدینہ'' قاری حامد محمود کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ زیرِنظر شمارہ ''خاتونِ جنت نمبر'' یعنی سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی، جنتی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی زندگی کا ایمان افروز تذکرہ ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اخلاق و عادات اور سیرت و کردار میں اپنے والد محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تصویر تھیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور سیرت و صورت اور گفتگو سے اس قدر مشابہت کسی کی عادت، سیرت وصورت اور گفتگو کی نہیں دیکھی، جتنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تھی۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے، ان کا ہاتھ چومتے تھے اور اپنے پاس بٹھاتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چومتی تھیں، احترام سے بٹھاتی تھیں۔'' (مشکوٰۃ شریف)

یہ خاص شمارہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اوّل: بعنوان سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سیرت و کردار کے روشن نقوش۔ باب دوم: بعنوان سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا خانگی اور گھریلو زندگی کے تابندہ نقوش۔ باب سوم: بعنوان سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، مادرِ گرامی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ، شوہر نامدار حضرت علی المرتضیٰ، حسنین کریمین اور صاحب زادیاں (رضی اللہ عنہم)۔ باب چہارم: سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب۔ اس ''خصوصی شمارے'' میں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، طالب ہاشمی، ڈاکٹر محمد نجیب سنبھلی، مولانا ڈاکٹر سید علیم اشرف کے وقیع مضامین و مقالات شامل ہیں۔ ڈاکٹر محمد علامہ اقبالؒ، حفیظ تائب، ادیب رائے پوری وغیرہ کا منظوم کلام بھی شامل ہے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مبارکہ اُمّت بہنوں، بیٹیوں کے لیے بہترین اُسوہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو قبول فرمائے۔

نام کتاب: فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع تالیف: مفتی رب نواز حفظہ اللہ قیمت: درج نہیں ضخامت: 512

ناشر: جامعہ حنفیہ امداد ٹاؤن، فیصل آباد ملنے کا پتہ: مکتبہ اہلِ سنت، دکان نمبر ۲ ارسول پلازہ، امین پور بازار فیصل آباد

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ''فضائلِ اعمال'' حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی مشہور و معروف اور بے انتہا متداول کتاب ہے۔ اس کا اسلوب سادہ اور انتہائی مؤثر ہے، جس کا کئی زبانوں

میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقبولیت عطا فرمائی کہ پوری دنیا میں قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے اور اس کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کی زندگی میں اسلامی اعمال کی لگن اور دینی انقلاب برپا ہوا۔ فالحمدللہ۔

معترضین نے اس کتاب پر مختلف زاویوں سے اعتراض اٹھائے ہیں۔ عمومی طور پر فضائلِ اعمال کے خلاف لکھنے والے بہت سے لکھاری یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ ''فضائلِ اعمال میں ضعیف احادیث ہیں'' مفتی رب نواز صاحب ماشاء اللہ جید عالمِ دین ہیں، فرقِ باطلہ کا تعاقب ان کا خاص موضوع ہے اور لا مذہبیت اور خود رائی کے اسپیشلسٹ ہیں۔ ''فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع'' (130 اعتراضات کا علمی وتحقیقی جائزہ) انتہائی وقیع و مفصل کتاب ہے۔ فاضل مؤلف نے تحقیقی جواب کے ساتھ ساتھ معاند معترضین کی کتب کے حوالہ جات بھی جمع کر دیے ہیں، طرزِ تحریر بہت عمدہ ہے اور تمام اعتراضات کا بخوبی جواب دیا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب درج ذیل چار ابواب پر مشتمل ہے:

باب اوّل: مولانا شکیل احمد میرٹھی کے اعتراضات کا علمی جائزہ۔ باب دوم: مولانا عبیدالرحمٰن کے اعتراضات کا علمی جائزہ۔ باب سوم: پروفیسر طالب الرحمٰن کے اعتراضات کا علمی جائزہ۔ باب چہارم: مولانا محمد قاسم کے اعتراضات کا علمی جائزہ۔

یہ کتاب علماء، طلباء اور عوام کے لیے خاص تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور معترضین کی ہدایت کا ذریعہ بنائے (آمین)۔

نام کتاب: جوہرِ صغیر اردو شرح نحو میر　　مرتّب: مولانا حبیب اللہ حقانی　　افادات: مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمہ اللہ　　قیمت: درج نہیں　　ناشر: جامعہ دارالعلوم سعیدیہ، کوٹھا تحصیل ٹوپی، ضلع صوابی، خیبر پختونخوا

نحو میر قواعدِ زبانِ عربی میں میر شریف جرجانی قدس سرہ کی مشہور و معروف تصنیف ہے۔ یہ کتاب سہل انداز میں ضروری قواعد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے درسِ نظامی کی بنیادی کتاب کے طور پر ہمیشہ متداول رہی ہے۔ اور اس حیثیت میں اس کتاب کی بہت سی شروح وحواشی وتسہیلات وغیرہ تحریر کیے گئے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب معروف عالم اور داعیٔ قرآن مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمہ اللہ کے درسی افادات پر مشتمل ہے۔ مولانا شہید مرحوم کے اسلوبِ درس کے متعلق فاضل مرتّب نے اپنا مشاہدہ لکھا ہے کہ سبق کے پہلے روز حضرت نے فرمایا: ''مبتدی کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ لہٰذا میں نفسِ نحو میر پڑھاؤں گا اور یہی تم سے سنوں گا۔ اگر تم نے یہ نفسِ کتاب یاد کی تو یقیناً تم نحوی بن جاؤ گے''۔

چنانچہ اس اسلوب کے مطابق زیرِ نظر کتاب نحو میر کے فارسی متن کے صرف اردو ترجمہ پر مشتمل ہے اور خواہ مخواہ کی تطویلات زائدہ سے اجتناب کیا گیا ہے۔ البتہ تمرین کے لیے تسہیل النحو سے عبارات اور حکایاتِ مختصرہ کو بھی اضافہ کیا گیا ہے تاکہ اساتذہ کو ترکیب کی مشق کرانے میں سہولت ہو۔ (تبصرہ صبیح ہمدانی)

نام کتاب: خطباتِ محمود (مجموعہ تقاریر مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ)　　مرتب: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

ضخامت: ۳۵۲ صفحات　قیمت: درج نہیں　ناشر: قاضی احسان اکیڈمی، بستی مٹھو شجاع آباد 03006347103

مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ پاکستان کے صاحب الرائے فقیہ، بلند پایہ محدّث اور استاذِ علوم، صاحب حال صوفی اور صفِ اوّل کے سیاست دان تھے۔ اتنی بہت سی جہات کی جامع شخصیت ہماری قابلِ فخر تاریخ میں بھی کبھی کبھی رونما ہوتی ہے، قحط الرجال کے ہمارے زمانے میں تو ایسی شخصیات کی توقع رکھنا بھی عبث ہے۔

زیرِ نظر کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ کتاب مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی مختلف مواقع پر کی جانے والی تقاریر کا مجموعہ ہے جسے چھے ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اوّل: مولانا مفتی محمود حیات و خدمات، باب دوم: عمائدین ملت کا خراجِ تحسین، باب سوم: نشری تقاریر (ریڈیو اور ٹی وی پر نشر ہوئیں)، باب چہارم: پارلیمنٹ سے خطاب، باب پنجم: جلسہ ہائے عام سے خطاب، باب ششم: جنرل ضیاء الحق کے زکوٰۃ آرڈی نینس پر فقیہانہ گرفت۔

اگرچہ کتاب میں شامل تقاریر اگرچہ بالعموم سیاسی اور حادثاتی نوعیت کی ہیں لیکن حامل المسک سے اگر مسک نہ ملے تو خوشبو تو بہر طور حاصل ہو ہی جاتی ہے۔ ایک بالغ فکر، سلیم الفطرت عالمِ ربّانی کی سیاسی اور حادثاتی نوعیت کی گفتگو بھی کتنی بصیرت افروز ہوتی ہے ملاحظہ فرمائیں، حضرت مفتی محمود صاحب فرماتے ہیں:

’’ملک کے عوام ۱۹۴۷ء میں غلامی کا طوق اتارتے وقت جس طرح اخلاق سے تہی دامن تھے آج بھی وہیں کھڑے ہیں، اس میں جہاں ان کی کوتاہیوں غلط روش اور گمراہیوں کو دخل ہے وہاں اس حقیقت سے انکار کرنا بھی ظلم ہو گا کہ ہماری حکومتوں نے بھی انھیں آزادی کے صحت مند ماحول سے آشنا نہیں ہونے دیا۔ اور ملک کے خزانے میں سے اصلاحِ معاشرہ اور اسلامی ماحول پیدا کرنے کے لیے ایک پائی خرچ کرنے کو فضول خرچی اور ضیاعِ مال سمجھا گیا‘‘۔

’’(ختم نبوت کے مسئلہ پر) جے اے رحیم نے کہا آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ آپ میرے مسلمان ہونے کا فیصلہ کریں؟ میں نے کہا مجھے حق حاصل ہے جب آپ آئین میں یہ شرط لگواتے ہیں کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا، تو پھر ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم دیکھیں کہ یہ شخص جو صدر بننا چاہتا ہے یہ جو امیدوار ہے صدارت کا یہ مسلمان ہے یا نہیں‘‘۔

’’پاکستان کا مسلمان بالخصوص اس مرض کا شکار ہے جسے منافقت کہتے ہیں۔ یعنی دل میں کچھ زبان پر کچھ اور۔ آج جو حالت زار ہے اس کا سبب یہی ہے۔ ایک شخص کے متعلق جانتے ہوئے کہ ظالم ہے پھر اس سے منافقت کرے کہ میں بچ جاؤں، یہ ہرگز دینداری نہیں۔ یہ کہنا کہ نفع نقصان خدا کے قبضہ میں ہے پھر کسی سے امیدیں رکھنا کہاں کا اسلام ہے؟ یہاں تو امتحان ہے آزمائش ہے‘‘۔

حضرت مفتی صاحب مرحوم و مغفور کی ان روشن و زریں اقوال کے اس مجموعے کو ترتیب دینے پر مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی اور اشاعت نو پر محترم قاری ابوبکر صدیق تشکّر کے مستحق ہیں۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

روداد......دورہ تربیت المبلغین (۱۴۳۹ھ۔۲۰۱۷ء)

ابوعلی معاویہ احرار

مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ تحفظ ختمِ نبوّت کے زیرِ اہتمام علماءِ کرام اور تعلیم یافتہ افراد کے لیے 15 روزہ دورہ تربیت المبلغین کا انعقاد 22 اکتوبر تا 5 نومبر 2017ء مطابق یکم تا 15 صفر 1439ھ ''ایوانِ احرار'' مسلم ٹاؤن لاہور میں ہوا۔ دورہ تربیت المبلغین کے انچارج اور شعبہ تبلیغ کے ناظم ڈاکٹر محمد آصف بھائی نے انتہائی مستعدی اور جانفشانی سے تمام امور کو نمٹایا، جب کہ معاونت میں مولانا تنویر الحسن احرار شامل رہے۔ دورہ تربیت المبلغین، مجلس احرار اسلام کے امیر مرکزیہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کے زیرِ سرپرستی، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، کی نگرانی اور قدم قدم رہنمائی سے انعقاد پذیر ہوا۔

دورہ تربیت المبلغین کے اوّلین مقاصد میں سب سے اہم مقصد علماءِ کرام کو دعوتِ دین کے حوالے سے تیار کرنا اور غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام دینے کا طریقہ کار سکھا کر تبلیغِ دین کے راہ پر گامزن کرنا ہے۔ تاکہ وہ قادیانیوں سمیت تمام بھٹکے ہوئے غیر مسلموں کو اسلام کی نعمت سے روشناس کرا سکیں۔ دورہ تربیت المبلغین 15 روز پہ مشتمل تھا اور روزانہ کا نظام الاوقات کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا کہ تمام احباب صبح چار بجے بیدار ہوتے، نمازِ تہجد اور تلاوت واذکار کا اہتمام کیا جاتا۔ نمازِ فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد ناشتے تک تلاوت واذکار کرتے۔ ناشتہ ساڑھے سات بجے کرنے کے بعد ایوان احرار میں موجود ''بخاری لائبریری'' میں سوا آٹھ بجے عقیدہ ختمِ نبوّت، تحفظ ناموسِ رسالت، محبتِ نبوی کے عنوان پہ منتخب آیات کا درس مولانا تنویر الحسن احرار دیتے۔ بعد ازاں ترتیب اور شیڈول کے مطابق اسباق کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ ساڑھے آٹھ سے ساڑھے گیارہ بعض اوقات ایک بجے تک کلاس ہوتی، بعد نماز ظہر کھانا کھانے کے بعد پونے تین بجے سے چار تک کلاس ہوتی۔ عصر کے بعد چائے کا وقفہ ہوتا، بعض اوقات عصر کے بعد خصوصی نشست ہوتی۔ مغرب کی نماز کے بعد ذکر واصلاح وارشاد کی محفل ہوتی۔ جب کہ بعض ایام میں قادیانیت کی تاریخ ومبادی پر دستاویزاتی فلم بھی دکھائی جاتی۔

مقیم شرکا کی تعداد 16 تھی، مقامی دوستوں کی آمد سے تعداد 25 تک رہی، جن میں علماء کے علاوہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔ دورے کے دوران مختلف علماء، اہلِ فکر ودانش، صحافی، وکلا اور اکابرِ اُمّت نے شرکاء کی رہنمائی فرمائی۔ کورس کا افتتاح جناب مولانا زاہد الراشدی نے کیا۔ سید محمد کفیل بخاری نے مختلف اوقات میں تین نشستوں میں گفتگو کی جو ان عنوانات پر مشتمل تھی: دورہ کے انعقاد کا مقصد، مرزائیت کے محاذ پر علمائے امت کی خدمات، مجلسِ احرار کی تاریخ وتعارف۔ شرکائے دورہ سے جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے آئین میں قادیانیوں کی متفقہ حیثیت اور قادیانی پروپیگنڈا کے موضوع پر اظہارِ حقائق کیا۔ مختلف اوقات میں سوال وجواب کی نشست بھی ہوتی رہی۔ منتظم دورہ ڈاکٹر محمد

آصف نے ابتداً شرکائے دورہ سے تعاف کے بعد ہدایات دیں اور مختلف عنوانات بالخصوص داعی کے اوصاف، قادیانی جماعت کا تعارف، قادیانیوں کا تنظیمی ڈھانچہ، قادیانیوں کے کام کا طریقہ، قادیانیوں کو دعوت دینے کا طریق کار۔

مولانا زاہد الراشدی نے مختلف اوقات میں چار نشستوں میں گفتگو کی جس کا عنوان، موجودہ دور میں قادیانیوں کو دعوت کا طریقہ، موجودہ دور میں انکارِ ختم نبوّت کے فتنوں کا تعارف وتعاقب۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے قادیانیت کے تعاقب میں علماء کے کرنے کام کے عنوان پہ گفتگو کی۔ مولانا تنویر الحسن احرار نے درس قرآن کے علاوہ، حیات عیسیٰ، مرزائیت کا تعارف، مرزا غلام قادیانی کی تصنیفات اور ان میں موجود ہفوات، اسلوبِ دعوت، داعی کے اوصاف، تعارف فہم ختم نبوّت خط کتابت کورس سمیت مختلف عنوانات پہ وقتاً فوقتاً گفتگو کی۔ حضرت مولانا حافظ محمد سعید نقشبندی خلیفہ مجاز حضرت سید علاؤ الدین الجیلانی قدس سرہ نے مختلف اوقات میں اصلاحی مجالس میں اصلاحی وتربیتی بیانات کیے، بالخصوص تصوف وسلوک کی اہمیت کی وضاحت کی۔ مولانا ڈاکٹر عمران یونس خلیفہ مجاز مولانا ناصر الدین خاکوانی نے بھی اصلاحی مجالس میں تربیتی گفتگو فرمائی۔ مناظر ختم نبوّت مولانا محمد مغیرہ نے عقیدہ ختم نبوّت قرآن وسنت واقوال وآثار صحابہ کی روشنی میں تفصیل سے پڑھایا۔ مجاہد ختم نبوّت مولانا سید انیس احمد شاہ نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پہ قادیانی شبہات کا رد تفصیل سے سمجھایا۔ جمعیت علماءِ اسلام کے ذمہ دار مولانا نصیر احمد احرار نے مختلف نشستوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے 23 سالہ دور نبوت میں دعوت کا اسلوب اور قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ کی تاریخ کے حوالے سے بات کی۔ معروف مصنف جناب پروفیسر امجد علی شاکر نے قادیانی جماعت کا تاریخی جائزہ اور مرزا قادیانی اور اس کے رفقاء کا نفسیاتی جائزہ پہ تفصیلی گفتگو کی۔

شبانِ ختم نبوّت کے رہنما مولانا شفیع الرحمٰن نے تعارف حضرت مہدی اور قادیانی شبہات کا رد کرایا۔ سوشل میڈیا پہ فعّال مجاہد ختم نبوت جناب سمیر ملک نے سوشل میڈیا پہ قادیانیوں کا تعاقب کرنے کے طریقے بیان کیے۔ معروف عالم دین جناب مولانا جہانگیر محمود نے آپ صلی اللہ علیہ وسم کا اسوۂ حسنہ اور قادیانیت سے معاملات تفصیل سے بیان کیے۔ مولانا وقاص سعید ایڈووکیٹ نے معاشرے میں ہمارا رہن سہن کیسا ہو اور باہمی ربط اور تعلقات کیسے ہونے چاہییں، خوبصورت انداز میں بیان کیے۔ معروف قانون دان غلام مصطفیٰ چودھری، بانی ختم نبوّت لائرفورم پاکستان نے، شرکاءِ کورس کے لیے خصوصی وقت نکالا اور قادیانیوں کی آئینی وقانونی حیثیت، مختلف مقدمات کی روداد کے ساتھ C295 و دیگر دفعاتِ ختم نبوّت کے متعلق تفصیلی آگاہی دی۔ جناب پروفیسر خواجہ خواجہ ابوالکلام صدیقی نے اپنے پرشکوہ علمی اور کلامی اسلوب کے مطابق ادیانِ باطلہ اور عقائدِ باطلہ کا رد کرنے کا طریقہ اور ان کے اعتراضات کے تفصیلی جواب بیان کیے۔ ہندو مذہب چھوڑ کر مسلمان ہونے والے مولانا محمد عبداللہ اور بھائی عبداللہ نے ہندو مذہب کا تعارف کروایا اور اپنے مسلمان ہونے کی روداد بیان کی۔ محترم جناب راؤ عبدالرؤف نے فتنوں کے دور میں اہل اللہ سے تعلق کی اہمیت اور اسلوب دعوت پہ مفصل گفتگو کی۔ قادیانیت کے تعاقب میں ایک معروف نام جناب محمد متین خالد نے قادیانیوں سے مناظرے اور ان کی رودادیں بیان کیں جب کہ مجاہد ختم

نبوّت طاہر عبدالرزاق نے جنگِ یمامہ کی روداد اور تحفظ ختمِ نبوّت کے لیے صحابہ کرام کی قربانیوں کو بیان کیا۔ حضرت مولانا حکیم محمد اختر کے خلیفہ اجل حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالمقیم مدظلہ نے ضعف و علالت کے باوجود دورہ تربیت المبلغین میں شرکت فرمائی، تمام شرکاء کو انعامات دیے اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ احرار رہنما جناب عابد مسعود ڈوگر نے دعوتِ نبوی کے اصول کے عنوان پہ گفتگو کی۔ مولانا حامد محمود عباسی نے مؤثر افراد کی سات عادات کے عنوان پر گفتگو کی۔ معروف صحافی جناب عاصم حسین نے پرنٹ میڈیا پر قادیانیت کا تعارف کے عنوان پہ بات کی۔ پشاور کے معروف عالمِ دین اور سابق ایم این اے جناب قاری فیاض الرحمٰن علوی نے تحفظ ختمِ نبوّت اور مجلس احرار اسلام کا کردار کے عنوان پہ بات کی۔ پروفیسر سعید عاطف خطیب جامع فتحیہ اچھرہ نے قادیانیت کے سیاسی مقاصد کے حوالے سے بات کی۔ مناظر ختمِ نبوّت، محقق و مصنف جناب حافظ عبیداللہ نے، حیات عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانی شبہات کے تفصیلی جواب دیے۔ مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی نے بہائیت کا تعارف، نظریہ ارتقا اور گمراہ فرقوں میں حد اشتراک، پنجاب یونیورسٹی شعبہ عربی کے سربراہ پروفیسر مظہر معین نے سیرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت سے شہادت تک، مناظر ختمِ نبوّت جناب مولانا اسماعیل شجاع آبادی نے منکرین حیات عیسیٰ علیہ السلام تمام اعتراضات کے مدلل جوابات ارشاد فرمائے۔ آخری تقریب 5/نومبر 2017ء حضرت مولانا حافظ محمد سعید نقشبندی مدظلہ کی زیرِ صدارت ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، سید محمد کفیل بخاری، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا سرفراز معاویہ، مولانا قاری محمد یوسف احرار، نے خطاب کیا جب کہ شرکاءِ دورہ میں، مولانا غلام محمد چشتی (رحیم یار خان)، محمد فاروق احمد (منڈی بہاؤالدین)، مولوی عبدالجبار (مظفر گڑھ)، مولوی عمر فاروق (مظفر گڑھ)، سابق عیسائی محمد عامر، قاضی محمد بلال (نوشہرہ)، مفتی عطاء الرحمٰن (مظفر گڑھ)، نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ قاری سید مؤمن شاہ نے تلاوت قرآن مجید کی جب کہ قاری مدثر اسامہ نے نعت پڑھی۔

قائد احرار حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اپنی علالت کی وجہ سے سفر نہ کر سکے تو مولانا سید عطاء المنان بخاری نے ویڈیو لنک کے ذریعے اجتماع کے شرکاء سے خطاب کروایا۔ حضرت پیر جی دامت برکاتہم نے جہاں اپنی غیر حاضری پہ دکھ کا اظہار فرمایا وہاں دورہ تربیت المبلغین کے انعقاد پہ منتظمین کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے حوصلہ افزائی فرمائی۔ سید محمد کفیل بخاری نے شرکاءِ کورس میں انعامات و وظائف تقسیم کیے، جب کہ اس مبارک محفل میں فداءِ ختمِ نبوت حافظ محمد عمار یاسر اور چودھری راسخ الٰہی نے خصوصی شرکت کی۔ دورہ تربیت المبلغین کے دروان میاں محمد اویس، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا تنویر الحسن کے علاوہ قاری محمد قاسم، مولوی سرفراز معاویہ، مولوی عتیق الرحمٰن علوی، قاری شہزاد رسول، مہر اظہر وینس، محمد فرمان، محمد ابوبکر و دیگر طلباءِ مدرسہ معمورہ نے شرکاء کی بھرپور خدمت کی۔

☆......☆......☆

اشاریہ ''نقیبِ ختم نبوت'' (2017ء)

مرتب: محمد یوسف شآد

دل کی بات (اداریہ):

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
مجلس احرار اسلام کا ۸۷واں یوم تاسیس......خدمات، اہداف اور حکمتِ عملی	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	2
فخر المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال	//	فروری	2
ارضِ وطن لہولہو!	//	مارچ	2
تحریک تحفظِ ناموس رسالت کا تسلسل	عبداللطیف خالد چیمہ	اپریل	2
پانامہ فیصلہ اور الزام کی سیاست	سید محمد کفیل بخاری	مئی	2
ملکی و بین الاقوامی حالات میں تبدیلی اور نئی ''گریٹ گیم''	//	جون	2
جے آئی ٹی کا اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا''؟	//	جولائی	2
وزیر اعظم نواز شریف نا اہل، سپریم کورٹ کا فیصلہ	//	اگست	2
امریکی صدر ٹرمپ کی پاکستان کو دھمکی	//	ستمبر	2
اسلامی سالِ نو ۱۴۳۹ھ کا آغاز اور اُمّتِ مسلمہ	//	اکتوبر	2
بین الاقوامی کھلاڑیوں کا نیا اکھاڑہ	//	نومبر	2
فیض آباد دھرنا اور اس کا منطقی انجام	//	دسمبر	2

شذرات:

تحریکِ ختم نبوت کی موجودہ صورتِ حال!	عبداللطیف خالد چیمہ	جنوری	4
تحریکِ ختم نبوت کی تازہ ترین صورتِ حال!	//	فروری	5
حالیہ تحریکِ تحفظِ ختم نبوت، تعلیمی اداروں میں قرآن کریم کی تعلیم، مرکزی تربیت گاہ	//	مارچ	4
آزاد کشمیر اسمبلی میں تحریکِ ختم نبوت کا کامیابی!	//	مئی	4
رمضان المبارک میں تعاون کا ہاتھ بڑھایئے!	//	جون	4
غدارِ وطن کون؟	//	جولائی	4
14راگست، یومِ آزادی	//	اگست	4
پاکستان، اسرائیل الائنس کے نام سے نئی سازش!	//	ستمبر	4
یومِ ختمِ نبوت کی غیر معمولی پذیرائی!	//	اکتوبر	3
حلف نامہ ختم نبوت......نوٹیفکیشن اور صدر کے سائن ابھی باقی ہیں!	//	نومبر	4
تحریکِ بحالیٔ حلف نامہ ختمِ نبوت کی کامیابی	//	دسمبر	4

افکار:

حلب کی دم توڑتی سانسیں ...... ''برق وباراں''	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	جنوری	5
کیا ''ہیپی کرسمس''	فاروق درویش	//	7
امریکی کمیشن کا پاکستان میں توہین مذہب کا قانون اور قادیانی مخالف شقیں ختم کرنے کا مطالبہ	انصار عباسی	//	9
دُوالمیال: مسلم، قادیانی تنازع کے اسباب اور حقائق	مولانا تنویر الحسن احرار	//	11
ٹرمپ کی صدارت: دُنیا کے خدشات اور ردِ عمل...... ''برق وباراں''	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	فروری	9
بھینسا اور آنٹیاں	طارق اسماعیل ساگر	//	12
تحریکِ آزادیٔ کشمیر اور احرار	شیخ حسین اختر لدھیانوی	//	15
وہ مرچکا تھا	پروفیسر ابوطلحہ	فروری	16
چکوال انتظامیہ مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی مددگار بن گئی	منصور اصغر راجہ	//	17
سودی نظام: خاتمہ کے لیے جاری جدوجہد	مولانا زاہد الراشدی	مارچ	6
قادیانیت کی ترویج کے لیے ڈاکٹر عبدالسلام ایوارڈ کی سازش (رپورٹ)	وجیہ احمد صدیقی	//	8
تازہ ترین جھوٹ......ایک دانش ور سے سرِ راہ ملاقات	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	10
اسلامی اقوام متحدہ	ابوعکاشہ مفتی محمد عمر فاروق	//	14
ابروئے ماز نام مصطفےٰ ﷺ است	اوریا مقبول جان	اپریل	7
علامہ اقبالؒ کا فلسفۂ عشق	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	10
قادیانیوں کی بے جا طرف داری	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	مئی	6
قادیانی جماعت اور بے جے پی کا گٹھ جوڑ	سیف اللہ خالد	//	7
سودی نظام اور وفاقی شرعی عدالت کا حالیہ فیصلہ	مولانا زاہد الراشدی	//	10
وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس نے کیا کہہ دیا!	انصار عباسی	//	12
اس پار کا منظر	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	14
مجلس احرار اسلام پاکستان کے عہدیداران کا جدید انتخاب	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	جون	5
اسیرانِ ختم نبوت ''دوالمیال'' کے اعزاز میں استقبالیہ	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	//	7
گندی سیاست کی بوتل سے نکلا ہوا پاناما کیس کا جن	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	9
مشرقِ وسطیٰ میں ٹرمپائزیشن کے دور کا آغاز	مولانا زاہد الراشدی	جولائی	7
انقلابِ ایران کی متنازعہ ترجیحات	مولانا زاہد الراشدی	//	10
مولوی، معاشرہ اور جدید فضلاء کی ذمہ داری	مولانا محمد طفیل کوہاٹی	//	13
صحنِ گلشن میں وہی شورِ فغاں ہے کہ جو تھا	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	20
شریعت کورٹ آزاد کشمیر کے اختیارات اور حالیہ صدارتی آرڈیننس	مولانا زاہد الراشدی	اگست	6
ترکی میں ناکام بغاوت کی پہلی سالگرہ	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	//	10
بھارتی وزیر اعظم کا پہلا دورۂ اسرائیل، قادیانی قیادت کا پُرتپاک استقبال	علی بلال	//	12

مودی، یہودی، قادیانی گٹھ جوڑ	نوید مسعود ہاشمی	//	14
تحریکِ آزادی وقیامِ پاکستان میں علماءِ حق کا کردار	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	16
یومِ آزادیٔ پاکستان	عبدالمنان معاویہ	//	21
دینی مدارس کو غیر موثر بنانے کے لیے سرکاری اقدامات	مولانا زاہد الراشدی	ستمبر	6
پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کس کے ایجنڈے پر کام کر رہا ہے؟	آصف محمود	//	9
سیاست میں اخلاقیات کا زَوال	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	//	12
7ستمبر یومِ تشکّر، تاریخی پس منظر	ابومروان معاویہ واجد علی ہاشمی	//	15
روہنگیا مسلمان مظلومیت کے تناظر میں	سید شہاب الدین شاہ	//	21
پاکستان پیپلز پارٹی کا تحفظِ ختم نبوت سیمینار	مولانا زاہد الراشدی	اکتوبر	8
چوکیدار کی بیٹی ملک کی صدر منتخب	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	//	10
آئینی ترامیم کیا تھیں؟	سید محمد معاویہ بخاری	نومبر	9
قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لیے انتخابات ایکٹ، ۲۰۱۷ء میں ترمیم کرنے کا بل		//	14
ملک اور قوم پر رحم کریں	ادریس بختیار	دسمبر	8

دین ودانش:

اوّل انعام پانے والے	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	جنوری	41
احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۹)	حافظ عبیداللہ	//	43
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	فروری	20
علماء وخطباء اور ائمہ مساجد کے نام	شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ	//	23
احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۱۰)	حافظ عبیداللہ	//	28
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	مارچ	17
یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ	ابنِ ابوذر حافظ سید محمد معاویہ بخاری	//	21
احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۱۱)	حافظ عبیداللہ	//	23
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	اپریل	16
اولیات وخصوصیات خلیفہ بلافصل رسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	20
امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ	//	23
رنگ ونسل	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	28
اسے میں نے بنایا تھا	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	30
احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۱۲)	حافظ عبیداللہ	//	32
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	مئی	15
جنت در آغوش (ترجمہ واستفادہ: صبیح ہمدانی)	امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ	//	17
بے نمازی	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	19

دو "رداءِ تطہیر"	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	21
ماہ شعبان کے متعلق احکام اور فضائل	مفتی سید عبدالکریم گمتھلویؒ	//	24
احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط ۱۳)	حافظ عبیداللہ	//	30
رحمت ومہربانی	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	جون	12
عیدالفطر......صدقۃ الفطر (فضائل، احکام، مسائل)	مولانا سید ابومعاویہ بخاری رحمہ اللہ	//	14
ماہِ رمضان کے فضائل وبرکات	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	//	17
زکوٰۃ کے مسائل	دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی	//	26
زکوٰۃ کے حساب اور ادائیگی کا آسان طریقہ	ادارہ	//	32
نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ	مولانا اعجاز صمدانی	//	34
اصحابِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غیروں کی نظر میں	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	36
ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	حافظ محمد عزیز الرحمٰن خورشید	//	38
احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط ۱۴)	حافظ عبیداللہ	//	40
یومِ عید	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	جولائی	23
حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام	مولانا حبیب الرحمٰن کیرانوی	//	25
میری جنت میں داخل ہوجا	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	29
احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط ۱۵)	حافظ عبیداللہ	//	30
نصیحت	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	اگست	23
تواصی بالحق...... (ترجمہ: مولانا حبیب الرحمٰن کیرانویؒ)	امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ	//	25
قربانی.....حکمت اور مسائل واحکام	سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ	//	28
احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط ۱۶)	حافظ عبیداللہ	//	37
مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم تاریخ کے آئینہ میں	حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ	ستمبر	28
عصر حاضر اور قربانی	مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ	//	30
عدل عمرؓ کے نام سے عمرو بن العاصؓ پر سب وشتم	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	34
امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ	//	37
مظلومِ مدینہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	عبدالمنان معاویہ	//	41
احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط ۱۷)	حافظ عبیداللہ	//	44
سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ علیہم	سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	اکتوبر	13
امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ	//	17
مرادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، دامادِ علیؓ.....سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	انتظار احمد اسد	//	21
اوّلیات خلیفۂ راشد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	24
جب تک کہ وہ تیرا فیصلہ مان نہ لیں!	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	26

احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط ۱۸)	حافظ عبید اللہ	//	28
مصائب اور سلفِ صالحین کا طرزِ عمل	ترجمہ: مولوی محمد نعمان سنجرانی	نومبر	17
عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	19
احادیثِ نُزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (۱۹ویں وآخری قسط)	حافظ عبید اللہ	//	21
آخرت ودنیا	مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ	دسمبر	22
سلفِ صالحین کی دنیا سے بے رغبتی اور زہد	ترجمہ: ابن سیف سنجرانی	//	23
میراث کی تقسیم میں کوتاہی کرنا	مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی	//	28

گوشۂ سیرت:

سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	دسمبر	11
درحریمِ دلِ ما مقامِ مصطفیٰ است	محمد احمد حافظ	//	13
''دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے''	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	16
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	احسان دانش مرحوم	//	20
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	سلیم کوثر	//	21

انٹرویو:

پروفیسر خالد شبیر احمد (مرکزی نائب امیر مجلس احرار اسلام) سے انٹرویو	شفقت رسول مرزا	مئی	37

فیس بک

دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ قتل کس نے کیے؟	مزمل حمید	جنوری	14

سرکلر

''سالانہ ختم نبوت کانفرنس'' چناب نگر کے سلسلہ میں کارکنوں کے لیے ہدایات	عبداللطیف خالد چیمہ	نومبر	7

مطالعۂ قادیانیت وردِّ قادیانیت:

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام (قسط ۱)	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	جنوری	53
قادیانیوں کو دعوتِ اسلام (قسط ۲)	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	فروری	48
قادیانیوں کو دعوتِ اسلام (آخری قسط)	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	مارچ	39
احمدی اور تصورِ ختم نبوت: ایک احمدی جوڑے سے گفتگو	ڈاکٹر محمد شہباز منج	//	48
جماعت احمدیہ کی طرف سے مسلمانوں کی تکفیر	محمد سفیر الاسلام	جولائی	38
پاکستانی قادیانیوں کا وفد اسرائیل میں گیا	علی زمان	//	47

خطاب

میری طالب علمی (دارالعلوم دیوبند میں طلباء سے یادگار خطاب)	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	اکتوبر	35

نقد ونظر:

جناب جاوید غامدی اور جماعت احمدیہ لاہور کس مخمصے میں ہیں؟	محمد سفیر الاسلام	فروری	45
سلفی کی سیلفی	غلام ابوبکر صدیقی	مارچ	50

"غزوہ احد سے حاصل شدہ سبق"، مفتی منیب الرحمٰن کے مضمون کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	اگست	45
خطبات بہاول پور کا علمی جائزہ (قسط:۱)	علامہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ	نومبر	50
خطبات بہاول پور کا علمی جائزہ اسلام اور موسیقی (قسط:۲)	علامہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ	دسمبر	34

رپورٹ، روداد:

انتالیسویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر کی روداد	عبدالمنان معاویہ/مولانا کریم اللہ	جنوری	16
قرآن آڈیٹوریم لاہور میں منعقد ختم نبوت کورس کی روداد (رپورٹ)	شعبہ تعلیم وتربیت، مرکز تنظیم اسلامی	اپریل	58
شہداء ختم نبوت چوک ساہیوال کی نئی تختی کی نقاب کشائی کی تقریب کی روداد!	حافظ محمد سلیم شاہ	نومبر	59
روداد دورہ تربیت المبلغین	ابو علی معاویہ احرار	دسمبر	51

ادب:

نعت ﷺ	ساغر صدیقی	جنوری	23
نعت ﷺ	الطاف حسین لنگڑیال	//	23
نعت ﷺ	سراج الدین ظفر	//	24
نعت ﷺ	محمد سلمان قریشی	//	25
یہ حلب ہے میرے مہرباں	سید محمد معاویہ بخاری	//	26
حلب کی زخمی تنہا بچی	ثمریاب ثمر	//	27
نشے اور غربت کا ستایا ہوا شاعر......ساغر صدیقی	مولانا مجاہد الحسینی	//	29
عشق کے قیدی (قسط۵)	ظفر جی	//	32
نعت ﷺ	سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	فروری	37
منقبت در مدحِ اصحاب محمد رضی اللہ عنہم	محمد سلمان قریشی	//	38
عشق کے قیدی (قسط۶)	ظفر جی	//	39
نعت ﷺ	پروفیسر محمد اکرام تائب	مارچ	30
نعت ﷺ	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	30
منقبت در مدح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	محمد سلمان قریشی	//	31
عشق کے قیدی (قسط۷)	ظفر جی	//	32
نعتِ خاتم النبیین ﷺ	محمد سلمان قریشی	اپریل	44
اے وادیٔ کشمیر	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	46
عشق کے قیدی (قسط۸)	ظفر جی	//	47
عشق کے قیدی (قسط۹)	ظفر جی	مئی	45
نعتِ رسول مقبول ﷺ	قمر احمد عثمانی رحمہ اللہ	جون	47
نعتِ رسول مقبول ﷺ	پروفیسر محمد اکرام تائب	//	47
نعتِ رسول مقبول ﷺ	عادل یزدانی	//	48

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	شورش کاشمیری	//	48
عشق کے قیدی (قسط۱۰)	ظفر جی	//	49
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	56
مرزا قادیانی تے امیر قابل	ڈاکٹر فقیر محمد فقیر: بابائے پنجابی	جولائی	51
عشق کے قیدی (قسط۱۱)	ظفر جی	//	53
حمدِ کبریا	محمد فیاض عادل فاروقی	اگست	50
عشق کے قیدی (قسط۱۲)	ظفر جی	//	51
تو ہی تو ہے (حمد)	محمد فیاض عادل فاروقی	ستمبر	48
سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ	محمد سلمان قریشی	//	49
عشق کے قیدی (قسط۱۳)	ظفر جی	//	51
حمدِ باری تعالیٰ	محمد فیاض عادل فاروقی	اکتوبر	43
منقبت در مدحِ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	محمد سلمان قریشی	//	45
عشق کے قیدی (قسط۱۴)	ظفر جی	//	46
تعلیم وتربیت نسواں......ایک خط	راشد الخیری	نومبر	37
عشق کے قیدی (قسط۱۵)	ظفر جی	//	40

شخصیت:

شیر کی ایک دن کی زندگی......ٹیپو سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ	فیروز الدین احمد فریدی	مئی	54
حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وادبی خدمات کا جائزہ	سید صبیح الحسن ہمدانی	جون	57
عبدالکریم آغا شورش کاشمیری مرحوم	انتظار احمد اسد	نومبر	28

دعوتِ حق

متلاشیانِ حق کو دعوتِ فکر وعمل	(مکتوب نمبر۱)	ڈاکٹر محمد آصف	جون	61
متلاشیانِ حق کو دعوتِ فکر وعمل	(مکتوب نمبر۲)	ڈاکٹر محمد آصف	جولائی	49
متلاشیانِ حق کو دعوتِ فکر وعمل	(مکتوب نمبر۳)	ڈاکٹر محمد آصف	اگست	48
متلاشیانِ حق کو دعوتِ فکر وعمل	(مکتوب نمبر۴)	ڈاکٹر محمد آصف	ستمبر	61
متلاشیانِ حق کو دعوتِ فکر وعمل	(مکتوب نمبر۵)	ڈاکٹر محمد آصف	اکتوبر	60
متلاشیانِ حق کو دعوتِ فکر وعمل	(مکتوب نمبر۵)	ڈاکٹر محمد آصف	نومبر	56
متلاشیانِ حق کو دعوتِ فکر وعمل	(مکتوب نمبر۶)	ڈاکٹر محمد آصف	دسمبر	45

تذکرہ

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہید کی قبر سے خوشبو پھوٹنے لگی	امت رپورٹ	اکتوبر	54

موعظت

مدرسہ کیسے بنتا ہے؟ (ملفوظات: مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ)	جمع وترتیب: مولانا نور الرحمٰن	نومبر	31

ظلمت سے نور تک:

قادیانیت سے تائب محمد انفال کا قبولِ اسلام	مفتی توصیف احمد	جنوری	58

گوشہ امیر شریعتؒ:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ......آفتاب دین و شریعت	پروفیسر خالد شبیر احمد	اگست	57
سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور علامہ اقبال	شورش کاشمیریؒ	//	60

ماضی کے جھروکوں میں:

امیرِ شریعت کا عجز و انکسار	ڈاکٹر اسامہ قاری	جنوری	15

یادِ رفتگاں:

شیخ الحدیث مولانا مفتی حمید اللہ جان رحمۃ اللہ علیہ	مولانا محمد زاہد اقبال	جنوری	60
صوفی محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ ایک باوفا اور ایثار پیشہ احرار کارکن	ابو معاویہ محمد فقیر اللہ رحمانی	فروری	57
بابا غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ: وفا شعار، مخلص اور بزرگ احرار کارکن	عبدالکریم قمر	//	59
مجاہدِ ختمِ نبوت مولانا محمد ابوذر کی رحلت	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	اپریل	41
صوفی محمد سلیم رحمہ اللہ......اک اور چراغ بجھا	ابو معاویہ رحمانی چوہان	اگست	62

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

اپریل — نام کتاب: علوم الحدیث، اصول و مبادی رشحاتِ قلم: شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب و تعلیقات: محمد عمار خان ناصر ص ۵۶

// — ماہنامہ المدینہ خصوصی شمارہ ''عشرہ مبشرہ نمبر'' سرپرست اعلیٰ: حاجی مسعود پاریکھ ص ۵۶
نام کتاب: تبصرے مصنف: ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن ص ۵۷

// — نام کتاب: اسوۂ رہبرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مصنف: شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی
مرتب: ناصر الدین خان ناصر ص ۵۷

مئی — دُنیائے تحقیق میں اشاریہ سازی کی اہمیت تحریر: سلمان عابد ص ۶۰
نام کتات: خدمات علماء سندھ اور جمعیت مؤلف: مولانا محمد رمضان پھلپوٹو ص ۶۲

جون — نام کتاب: عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر المدنی الکبیر مفسر: مولانا ابو طاہر محمد اسحٰق المدنی ص ۶۲

جولائی — نام کتاب: احمدیت اسلام کیوں نہیں؟ مصنف: مولانا منیر احمد علوی

ستمبر — ''میاں دو کریم''......ایک انوکھی اور البیلی دُنیا کی سیر (تبصرہ: حافظ عابد مسعود ڈوگر)

اکتوبر — کتب بینی کے معدوم ہوتے ماحول میں تازہ کتب کا جھونکا (تبصرہ: ڈاکٹر عمر فاروق احرار)

نومبر — تفہیم البلاغہ اردو شرح دروس البلاغہ، شارح: مولانا محمد یار عابد (مبصر: صبیح ہمدانی) الشریعہ (اشاعت خاص: تذکارِ رفتگاں) تحریر: مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

دسمبر — ماہنامہ ''المدینہ'' مدیر: قاری حامد محمود۔ فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع (جلد اوّل) تالیف: مفتی رب نواز (مبصر: ابن سیف سنجرانی)۔ جوہر صغیر شرح اردو نحو میر، مرتب مولانا حبیب اللہ حقانی، خطبات محمود، مرتب: مولانا اسمٰعیل شجاع آبادی (مبصر: صبیح ہمدانی)

تراجم (مسافرانِ آخرت):

جنوری: مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے صدر اور قدیمی کارکن حافظ محمد اشرف کمبوہ کے چچا
مدرسہ معمورہ کے مدرس مولانا نعمان سنجرانی کے تایا اور عاصم سنجرانی کے والد حافظ عبدالرحمٰن سنجرانی

فروری: رئیس المحدثین، صدر وفاق المدارس حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ
فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ

مارچ: مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے رہنما مولانا تنویر الحسن کے والد ماجد جناب رحمت دین
تنظیم اسلامی پنجاب کے امیر ڈاکٹر طاہر خاکوانی کی والدہ ماجدہ

اپریل: رفیق امیر شریعت حضرت مولانا محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ کی نواسی مرحومہ
چیچہ وطنی کے چودھری عبدالرزاق ڈوگر کے بھائی اور حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر کے تایا جان محمد اظہر ڈوگر مرحوم

مئی: مجلس احرار اسلام گجرات کے امیر حافظ ضیاء اللہ ہاشمی کے بہنوئی کرامت اللہ
امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے خادم سعید احمد کے سسر مرحوم

جون: حافظ محمد سالم کے والد محمد طیب مرحوم (بانی مدرسہ نور ہدایت کلور کوٹ بھکر)
حافظ محمد اکرام احرار (میراں پور، میلسی) کے ماموں جناب حاجی حق نواز نمبردار مرحوم

جولائی: جامعۃ المنظور الاسلامیہ لاہور کے مہتمم اور ممتاز عالم دین پیر سیف اللہ خالد رحمہ اللہ
آغا شورش کاشمیری مرحوم کی اہلیہ جامعہ خیر المدارس کے ناظم مولانا عبدالمنان کی والدہ ماجدہ

اگست: مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس مولوی عبدالباسط کی والدہ مرحومہ
مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس مفتی عبدالمتین کی والدہ مرحومہ اور بھائی محمد اقبال (گڑھا موڑ) کی اہلیہ

ستمبر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کی اہلیہ
خانقاہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کے فرزند مولانا زبیر احمدؒ
مسجد المعمور صادق آباد کے منتظم فضل الرحمٰن کی خوشدامن صاحبہ
گجرات میں ہمارے قدیم کرم فرما چودھری محمد ارشد مہدی کی والدہ صاحبہ

اکتوبر: مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قدیم کارکن حافظ عبدالواحد کی اہلیہ، میاں عبدالباسط ایڈووکیٹ کی والدہ ماجدہ
اسلام آباد میں ہمارے معاون مسعود اشفاق کی والدہ ماجدہ، محمد سعید و محمد نعیم آف گلاسگو کی والدہ ماجدہ
مجلس احرار اسلام (چک 14/P) خان پور کے امیر چودھری عبدالجبار مرحوم
چنیوٹ سے قدیم و مخلص کارکن شیخ محمد صفدر کا جواں سال پوتا

نومبر: چیچہ وطنی جماعت کے قدیم کارکن مولانا قاری قاضی محمد شفیق، پروفیسر ڈاکٹر محمد علی (نشتر ہسپتال) کی والدہ مرحومہ
جامعہ خیر المدارس ملتان کے سابق استاذ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد رحمہ اللہ کی اہلیہ
جامعہ خیر المدارس ملتان کے سابق استاذ مولانا مفتی محمد انور مدظلہ کی اہلیہ اور مولانا محمد ازہر کی بھاوج
مدرسہ معمورہ ملتان کے قدیم معاون حاجی محمد یامین قریشی

دسمبر: جامعہ اشرفیہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا یعقوب خان رحمۃ اللہ علیہ
مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل کے والد محمد نواز انتقال فرما گئے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

کے مواعظ/کتب اور ان کے مختلف زبانوں میں تراجم مفت حاصل کرنے کے لیے

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشن اقبال، کراچی

کے شعبہ نشر و اشاعت سے رابطہ کریں

www.khanqah.org

مفت مواعظ و کتب کے حصول کے لیے

خط کے ذریعے: شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، بلاک ۲، گلشن اقبال، کراچی

ای میل کے ذریعے: freebooks@khanqah.org

SMS کے ذریعے: +92 316 7771053

92 316 7771051 @khanqahimdadiaashrafia www.khanqah.org

ایس ٹی ون، نزد رب میڈیکل سینٹر، بلاک ۲، گلشن اقبال، کراچی۔ پاکستان۔ +92.21.34972080

اپنی طرز کا پہلا اور منفرد مجلہ

سہ ماہی

"الزیتون"

نوشہرہ

زیر پرستی : شیخ الحدیث مولانا **عبدالقیوم حقانی**

مدیر اعلیٰ: **مولانا محمد قاسم حقانی** ...... مدیر: **مولانا نوراللہ فارانی**

- ......علمی، ادبی کتابوں کا تعارف
- ......جدید مطبوعات پر تبصرے
- ...... مشاہیر کے تبرکات و نوادر اور مکاتیب

......﴿ تازہ شمارے میں لکھنے والے ﴾......

- ......شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی
- ...... شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی
- ......علامہ محمد مدرار اللہ مدرار
- ...... پروفیسر قاضی محمد ضیاء الحق
- ......مولانا محمود الرشید حدوٹی
- ...... مولانا محمد راشد ڈسکوی
- ......فیروز دہلوی
- ...... مولانا محمد الرحمٰن انور
- ......ڈاکٹر افنان آفندی
- ......مولانا محمد عمران کلیم

فی شمارہ : ۵۰ روپے .... سالانہ زر تعاون: ۲۰۰ روپے

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ کے پی کے
0301-3019928
0346-4010613

جنت میں گھر بنائیے!

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

کے زیر اہتمام چوتھے مرکز احرار

مسجد ختم نبوت رحمٰن سٹی اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر کا کام جاری ہے، دسمبر میں لینٹل ڈالنا ہے،

اصحابِ خیر سے اپیل ہے کہ نقد اور میٹریل کی شکل میں تعاون فرمائیے اور اللہ سے اجر پائیے!

25- مرلے کے رقبہ پر اِس مرکز میں مسجد، مدرسہ، لائبریری اور ڈسپنسری تعمیر ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ

اکاؤنٹ بنام: دار العلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی

اکاؤنٹ نمبر :076000,4037251873 نیشنل بنک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

ترسیل زر و رابطہ: عبداللطیف خالد چیمہ (مدیر مراکزِ احرار چیچہ وطنی)
دفتر دار العلوم ختم نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

منجانب: شعبۂ تبلیغ تحفّظ ختم نبوت مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی
040-5482253,0300-6939453

جامع مسجد باب رحمت، شاخ مدرسہ معمورہ (رجسٹرڈ) دارِ بنی ہاشم

کالر و بستی علاقہ پرانہ برف خانہ نزد شاہ نور پبلک سکول گلی نمبر 2 ملتان
مسجد کے لیے پلاٹ کی خریداری، درس گاہ کی تعمیر کے بعد اوپر کی منزل کی تعمیر باقی ہے
جس کی لاگت (800000) آٹھ لاکھ روپے ہے

ترسیل زر کے لیے

اکاؤنٹ بنام: سید محمد کفیل بخاری
0278-37102053
UBL MDA Multan

احباب خیر سے تعاون کی اپیل کی جاتی ہے

رابطہ: مولانا محمد اکمل منتظم، مسجد بابِ رحمت
0300-6385277

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو گا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲) ...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY

کیئر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores 24 گھنٹے سروس اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

الحمدللہ! فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد، گوجرہ، جڑانوالہ، گوجرانوالہ، سانگلہ ہل، حافظ آباد، چنیوٹ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس